اب ایسا لگتا ہے۔ کہ اس نظریہ کا خاتمہ ہو گیا۔ کہ کوئی شخص کتنا کام کرتا ہے اور سوسائٹی کو اس سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اس بارے میں مسٹر گورباچوف کا کہنا ہے۔

"ہم سوشلسٹ سسٹم سے علیحدہ نہیں ہو رہے۔ بلکہ اس کی اہلیت سے بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں"

گورباچوف نے تنظیم نو کی جو مہم شروع کی ہے۔ وہ اسے لینن کے احیا سے تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لینن نے ۱۹۲۱ء میں سوویٹ اقتصادیات کو تباہی سے بچانے کے لئے جو اقدامات کئے تھے۔ ان کی اقتصادی پالیسیاں اسی (نیو اکنامکس پالیسی) کا حصہ ہیں بیشک لینن کی نیو اکنامکس پالیسی ملک کے لئے فائدہ مند ثابت ہوئی تھی لیکن جب سٹالن نے اقتدار سنبھالا تو اس نے اسے کالعدم قرار دیا۔ سٹالن نے پرائیویٹ تاجروں اور اجتماعی زراعت کاری کو ختم کر دیا۔ اور اس کی جگہ مرکزی اقتصادی نظام شروع کیا اس میں عوام کو رعایتی نرخوں پر اشیاء فراہم کرنے کی پالیسی بھی شامل تھی۔ اب مسٹر گورباچوف اسے تبدیل کرنے پر غور کر رہے ہیں۔

گورباچوف کے لیڈر سٹالن کے جن دوسرے باقیات کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں ان میں پارٹی اور حکومت میں بیوروکریسی کا خاتمہ شامل ہے۔ بیوروکریسی کو بورژنیف کے دور میں عروج حاصل ہوا تھا اور اس وقت ۲۸ کروڑ کی آبادی کے ملک میں ایک کروڑ انتظامی لاکھ سرکاری ملازم تھے۔ اس کے برعکس چین کی ایک ارب آبادی میں جو لوگ حکومت کا انتظام و انصرام چلاتے ہیں۔ ان کی تعداد ۷۸ لاکھ ہے مسٹر گورباچوف کے لئے بیوروکریسی ختم کرنے کا کام مشکل ہے اور یہ کام انہیں کہیں زیادہ مشکل ثابت ہو رہا ہے۔ جتنا کہ گورباچوف کے مشیروں نے سوچا تھا۔ فی الحقیقت بہت سے روسی اور مغربی تجزیہ نگاروں کا خیال ہے۔ کہ حکمران کمیونسٹ لیڈر اقتصادی اصلاحات کی ضروریات پر مختلف آراء کے حامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک سیاسی اصلاحات کا تعلق ہے وہ اس بارے میں بھی منقسم ہیں۔ بیوروکریسی کی اصلاحات کا مسئلہ یہ ہے۔ کہ چونکہ ان کے اختیارات کو کم نہیں کیا گیا۔ اس لئے وہ اس کی مزاحمت کر رہے ہیں

نیکولائی شیمی پوف اقتصادی اصلاحات کے ترجمان شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے ماسکو میں ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ۱۹۶۵ء میں اقتصادی اصلاحات کو بیوروکریسی نے ناکام بنا دیا تھا۔ اور اب موجودہ اصلاحات کا حشر بھی کچھ ایسا ہی ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ گورباچوف نے خوراک کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے اجتماعی فارموں کو یہ اجازت دی تھی۔ کہ وہ اپنی پیداوار کا ۳۹ فیصد پرائیویٹ مارکیٹ میں فروخت کر سکتے ہیں۔ لیکن اس اقدام کو عملی جامہ نہ پہنایا گیا۔ اگر ایسا ہو گیا ہوتا۔ تو دو سال پہلے ہی ہماری منڈیاں پیداوار سے بھر چکی ہوتیں اس کے برعکس پارٹی اور سرکاری سطح پر بیوروکریسی نے اتنی رکاوٹیں کھڑی کر دیں کہ ایک ایسے علاقے میں جو گورباچوف کی جائے پیدائش کے نزدیک ایک بہت بڑا زرعی مرکز ہے دو سال پہلے کے مقابلے میں زرعی پیداوار کم ہو گئی۔ مسٹر شیمی پوف نے بھی یہ کہا کہ گذشتہ جون کو کیمونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی میں جو فیصلے ہوئے تھے۔ ان کی رو سے ایسے تمام قواعد کو منسوخ کر دیا گیا۔ جو نئی اقتصادی اصلاحات سے متصادم ہوتے تھے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہو سکا۔

گوشت اور دودھ کی مصنوعات کو رعایتی نرخوں پر فراہم کرنے کے لئے حکومت ہر سال ۹۱ ارب ڈالر خرچ کرتی ہے۔ اور یہ چکر کچھ ایسا ہے کہ روسی عوام جتنا زیادہ کھائیں گے۔ حکومت کو خوراک پر اتنا ہی خرچ کرنا پڑے گا۔ اقتصادی نقطۂ نظر سے یہ کوئی مسئلہ نہیں اور یہ سارے مسائل کی جڑ نہیں ہے۔ لیکن اصل مسئلہ پیداواری لاگت عمل ہے۔ جس کے دوران بجلی۔ ایندھن اور دوسری سہولتوں کی فراہمی پر بہت زیادہ خرچ ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے ماہرین اقتصادیات کے لئے پیداوار کی اصل لاگت کا تعین کرنا اور پھر حقیقی قیمتوں کا مقرر کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ جب تک پیداواری لاگت عمل کی ان رعایتوں کو ختم نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک گورباچوف کا نیا اقتصادی نظام روبہ عمل نہیں آ سکتا۔

قیمتوں میں اضافے کا پہلا اقدام ۱۹۸۹ء میں اُٹھایا جائے گا۔ اس مرحلہ کے قریب تر آنے میں روسی کی اقتصادی حالت اب مشکل دور میں داخل ہو گئی ہے۔

جلال آباد میں دھماکے کا ذمہ دار کون ہے؟

خدائی خدمت گار تحریک کے بانی جناب خان عبدالغفار خان کی علالت کے دوران یہ خبر زبان زدِ عام تھی کہ خود ان کی وصیت کے مطابق ان کے انتقال کے بعد ان کی میت کو جلال آباد میں سپردِ خاک کیا جائے گا۔

یہ خبر سنتے ہی ہمارے دل میں بات کھٹکی اور یہ خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں ہمارے دشمن اس نازک اور حساس موقع سے فائدہ اٹھا کر کوئی ایسا تخریبی کام نہ کر جائیں جس سے خدانخواستہ ہمارے اور پاکستانی انصار بھائیوں کے درمیان شکر رنجی اور اختلافات کے امکانات پیدا ہو جائیں۔ آخر وہی ہوا جس کا ہمیں اندیشہ اور خوف تھا۔ چنانچہ ۲۰ جنوری کو خدائی خدمت گار تحریک کے بانی کا انتقال ہوا اور ۲۲ جنوری ۱۹۸۸ء کو جب ان کی میت کو ایک جلوس کی شکل میں جلال آباد لے جانے کا بندوبست کیا جانے لگا تو ہمارے سات جماعتی اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے سربراہ کی جانب سے احتیاطی تدابیر بروئے کار لا کر فوراً صوبے ننگرہار کے مرکزی اور نواحی علاقوں میں موجود مجاہدین کو فائر بندی کے احکامات جاری کر دیئے گئے اور ساتھ ہی انہیں خبردار کر دیا گیا کہ جب تک باچا خان کی میت کو وہاں سپردِ خاک کر دیا اور تدفین کی رسم ختم نہیں ہو جاتی کسی بھی مجاہد کو اجازت نہیں کہ وہ ہوائی فائر بھی کرے اور علاقے میں مکمل فائر بندی پر عمل ہونا چاہیئے خواہ اس دوران دشمن کی جانب سے بھاری جانی و مالی نقصان ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے جیالے مجاہدوں نے موصولہ احکامات کی پوری طرح پابندی کی۔ مگر جو خدشہ ہمیں تھا ہمارے دین اور وطن کے دشمنوں یعنی کے جی بی اور کابل انتظامیہ کی خفیہ پریس (خاد) کے ایجنٹوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے عین اس وقت جب تدفین کی رسم ادا کی جا رہی تھی یکے بعد دیگرے دو خوفناک دھماکے کروا دیئے جن میں بے شمار بے گناہ لوگ شہید ہو گئے اور بہت سا دوسرا نقصان بھی ہوا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ دھماکے کیوں کئے گئے؟ اس سوال کا جواب بڑا واضح ہے۔ اب یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ سرخ سامراجیوں کی عریاں جارحیت اور ان کے انسانیت سوز مظالم کے باعث تقریباً پچاس لاکھ افغان عوام اپنا گھر بار چھوڑ کر ہمسایہ اسلامی ملکوں یعنی ایران اور پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ان میں سے ۳۵ لاکھ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہجرت کے دن گزار رہے ہیں۔ گزشتہ آٹھ برسوں سے ہم غاصبوں سے اپنا حق حاصل کرنے کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں خدا وند تعالیٰ نے ہمیں سرفرازی اور سرخروئی سے نوازا جب کہ دشمن کو سیاسی اور جہادی دونوں میدانوں میں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اب وہ مختلف بہانے تراش کر ہمیں کمزور کرنے کے لیے مختلف حربے

استعمال کر رہا ہے۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ گزشتہ دو تین برسوں میں افغان مسئلے کے حل کے سلسلے میں اقوام متحدہ کی وساطت سے کچھ سیاسی سرگرمیاں جاری ہیں اور جناب کارڈوویز اس مسئلے کو سلجھانے کے لیے علاقے کا دورہ کر رہے ہیں۔ اب دنوں اس بات پر آمادہ نظر آ رہا ہے کہ وہ افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ مگر اس کے اغراض و مقاصد اور نیت صاف نہیں ہے۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ وہ ہمیں اس بہانے فریب دے کر اپنے مقاصد پورے کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہم روسیوں کو برسوں سے پرکھ کر دیکھ چکے ہیں اور ہمارا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور، یہ ہمارے دشمنوں کی ابتداء ہی سے حکمت عملی رہی ہے کہ جب کبھی افغان مسئلے کے مذاکرات کے دن قریب آتے ہیں دشمن اپنے ایجنٹوں کے ذریعے یہاں دھماکے کروا کر عوام میں خوف و ہراس کی لہر دوڑا دیتا ہے۔ تاکہ پاکستانی انصار بھائیوں اور افغان مجاہدین و مہاجرین کے درمیان اختلافات اور نفرت پیدا ہو اور پاکستانی عوام اپنی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ اپنے اصولی مؤقف میں تبدیلی اور لچک پیدا کر کے افغان مہاجرین کو نکال باہر کرنے کی پالیسی اختیار کرے۔ چنانچہ دشمن بارہا ایسے ہتھکنڈے استعمال کر چکا ہے جو اللہ کے فضل و کرم سے کارگر ثابت نہ ہو سکے۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے انصار بھائیوں نے ہمارے خلاف کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے سب جانی و مالی نقصانات نہایت صبر و حوصلے کے ساتھ برداشت کئے اور آج بھی ان میں یہ ہمت باقی ہے۔

خدائی خدمت گار تحریک کے بانی خان عبدالغفار خان کی تدفین کے موقع پر جو دھماکے ہوئے وہ ہمارے دشمنوں کی جانب سے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کئے گئے ہیں۔ ان دھماکوں میں افغان مجاہدین کا سرے سے کوئی دخل نہیں تھا۔ ہم مسلمان ہیں ہم ہرگز ایسا کام نہیں کر سکتے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے منافی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پاکستان کے غیور عوام کو بھی پتہ چل گیا کہ جلال آباد میں دھماکوں کے ذمہ دار کون لوگ تھے؟

یہ کارروائی ایک بار پھر ہمارے خلاف پاکستانی بھائیوں کو بھڑکانے کے لیے اور ہمارے درمیان خلیج پیدا کرنے کے لیے کی گئی ہے لیکن پہلے کی طرح دشمن کا یہ چھوڑا ہوا تیر بھی خاک پر جا گرا۔

دشمن مسلمانوں کے درمیان اخوت اور بھائی چارے کی فضا مکدر کرنے پر تلا بیٹھا ہے مگر وہ ماضی میں بھی ہمیشہ ناکام رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ذلیل و خوار ہوگا۔

تحریر: سید عبد اللہ

ہماری جدوجہد کیوں اور کس لیے؟

تکالیف، آلام اور مصائب ایک مخصوص مرام اور مقصد کی خاطر برداشت کیے جاتے ہیں۔ انسان کی خلقت لامعنیٰ اور بے فائدہ نہیں کی گئی ہے۔ اس بنا پر انسان کا عمل و فعل بھی لامعنیٰ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسے چاہیئے کہ وہ اپنی زندگی کی اصل حقیقت اور مفہوم کو سمجھے۔ انسان اپنی اعلیٰ خلقت کے باعث اللہ کے سامنے اپنے کیئے ہوئے اعمال کا جواب دہ ہوگا اور اسے جو انسانی رسالت کا فراقض سونپا گیا تھا ذرہ ذرہ کا محاسبہ کیا جائے گا۔ اجتماعی زندگی میں ہر انسان کا بحیثیت ایک فرد یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے انسانی معاشرے کی نسبت اپنی فردی اور اجتماعی ذمہ داری کا پورا پورا احساس رکھے اور اپنے معاشرے کی ترقی، بھلائی، بہبود، خوشحالی اور امن و امان جیسے مسائل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بحیثیت فردِ اجتماع اس کے اوپر جو بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اسے انجام دینا اُس پر لازم اور ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت بلند اور اعلیٰ مقام پر نوازا ہے اور ایک اعلیٰ و ارفع مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ انسان کا جینا مرنا، بیٹھنا اُٹھنا، کھانا پینا کمانا اور خرچ کرنا غرض اپنی زندگی کے ہر گوشے میں ہر لحظہ و ہر گھڑی جو حرکات انجام دیتا ہے وہ صرف اور صرف اللہ ہی کی مرضی اور خوشی کے لئے ہو، درد و غم کے لمحات ہوں یا خوشی و آرام کی گھڑیاں، عظمت و جلال کا موقع ہو یا افلاس و درماندگی اور بیچارگی ان سبھی حالات میں اللہ تعالیٰ کے فرمان اور احکامات سے غافل ہو کر منہ نہ موڑے اور اپنی حیات کے بنیادی مقصد کو فراموش نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے بہت اور بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور اسے بہت اونچا اور بلند مقام پر سرفراز کیا ہے۔ چنانچہ اس کے اس بلند مقام کا پتہ اس بات سے بخوبی لگ سکتا ہے کہ ساری کائنات کی خلقت انسان کو منفعت پہنچانے اور اس کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا۔ دنیا میں جو چیزیں نظر آتی ہیں۔ انسان کا مسخر ہیں اور یہ اس لئے کہ انسان پریشان و سرگرداں گھومتے پھرتے ہوئے اپنے اصل مقصد سے غافل نہ ہو جائے۔ کیوں کہ ارشادِ خداوندی ہے کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان و جن کو اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کیئے ہیں لیکن ان نعمتوں اور سہولتوں کے باوجود انسان کو آزمایا جاتا ہے اور اپنے مقصد کے حصول کی راہ میں وہ کانٹوں، پتھروں اور مختلف قسم کے نشیب و فراز سے دوچار ہو کر بہت سی مشکلات کٹھن اور دشوار گزار مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان کسی دنیوی مقصد کے حصول کی خاطر کسی قسم کی قربانی دینے سے انکار بھی نہ کرے، منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے دن رات محنت بھی کرے اپنی اولاد، بیوی، عزیز و اقارب گھر بار اور دیگر مال امکانات و آسائش سے ہاتھ دھو بیٹھے اور زندگی کے سب کچھ کو اپنے مقصد کے حصول کے لئے داؤ پر لگانے کے بعد بھی اگر وہ اپنے مقصد میں کامیابی سے ہمکنار نہ ہو جائے تو یہ نہایت افسوسناک ہوگا۔

میں نے یہ لمبا چوڑا تمہید اس لئے بیان کیا کہ میں اپنے قارئین کرام کو افغان مجاہد عوام کے مقصد اور جدوجہد کے بارے میں کچھ بتا سکوں کہ ہم نے یہ جدوجہد کیوں شروع کی

اس کی وجوہات کیا تھیں اور ہماری یہ جد وجہد کس مقصد کے حصول تک جاری رہے گی ؟

۱۹۷۸ء میں ایک بدشگون فوجی کودتا (فوجی بغاوت) نے افغانستان کا کایا پلٹ دیا اور ایک اشتراکی نظام کی داغ بیل جو افغان قوم کے مقصدِ حیات کے قطعی مخالف اور افغانی غیرت کا سراسر منافی ہے ڈالی گئی اور اسطرح افغان عوام کے اسلامی تشخص کو پاؤں تلے روندا گیا اور ایک سال بعد روسیوں کی طرف سے بے جا مداخلت اور غیر جانبدار ہمسایہ ملک پر فوجی چڑھائی نے تو افغانوں سے ان کی آزادی اور خود مختاری کو چھین کر ان کی غیرت و حمیت کو للکارا، جس کے جواب میں افغان مجاہدین نے اپنی روایتی حامی بھر کر آزادمنش شاہینوں کی طرح روسی کمبوتر خطرت فوجوں پر جھپٹے اور میدانِ کار زار میں ان کا ایسا مقابلہ کیا جس کو دنیا دیکھ کر مان گئی کہ سوپرپاور روس نہیں بلکہ آزاد خطرت افغانوں کا جذبۂ ایمان ہے۔

افغان فطری طور پر آزادی کا متوالا ہے۔ وہ بھوک، پیاس اور ہر قسم کے آلام و مصائب کو نہایت صبر و تحمل سے تو برداشت کر سکتا ہے لیکن کسی کی غلامی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ آزادی اس کا اوڑھنا اور بچھونا ہے۔

اسی طرح وہ اسلام کے بغیر کسی بھی ازم قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ افغان قوم کو اپنے اسلاف سے اسلام، غیرت اور آزادی میراث میں ملی ہے۔

ان خصوصیات کے پیش نظر نہتے مظلوم مگر ایمانی طاقت اور افغانی غیرت سے مالا مال اور سرشار افغان مجاہد عوام نے روس اور ان کے نمک خواروں کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔ انہوں نے بیسویں صدی کے جہانی طاقت اور جدید اسلحوں کا پرواہ کئے بغیر ناموس دین، مادر وطن کی آزادی اور اسلامی تشخص کی بحالی کے لئے میدان جہاد کو اپنے لئے منتخب کیا، حق و باطل کا یہ معرکہ گذشتہ ۹ سال کے طویل عرصے سے جاری ہے۔ جنگ کے اس طویل مدت کے دوران ہمارے جیالے مجاہد عوام نے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ لاکھوں جوان، بوڑھے، بچے اور عورتیں بے گناہی کے جرم میں ہتھ تیغ کئے گئے۔ آبادیوں کو مسمار اور کھڑی فصلیں تباہ کر دیئے گئے۔ لاکھوں انسانوں کو جسم کے مختلف اعضاء سے محروم کیا گیا، اور لاکھوں بے گناہوں کو ہجرت کی صعوبتوں سے دوچار کیا گیا۔ انسانوں کے خون کے دریا بہائے گئے لیکن اس کے باوجود بھی افغانوں نے اپنے دین اور آزادی کے دشمن سے ہار نہیں مانی اور مسلسل اپنے مقاصد کی حصول کے لئے لڑنے اور مرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی اسی عظیم قربانی سے عنقریب آزادی کا ایک ایسا درخشان سورج طلوع ہونے والا ہے جس کی حرارت ان کو ایک ایسی نئی زندگی دے گا۔ جس کی گرمی سے ان کی رگوں میں غیرت و حمیت کا خون دشمن کے ارادوں کے خلاف موجزن رہیگا اور وقت آنے پر وہ اپنے خون کے اس تپش سے حال کی طرح مستقبل کی تاریخ بھی لکھیں گے۔

ہماری تاریخ گواہ ہے، کہ افغانوں نے ہر ایسی آزمائش میں ظلم اور جبر کی تاریکیوں میں اپنے خون کی قندیلیں روشن کیں اور دنیا والوں کے لئے روشنی کے میناروں کی حیثیت حاصل کی کسی بھی بربریت اور ظلم کو عمر دوام حاصل نہیں اور اکثر ایسے ہی حالات کے خاتمے کے لئے افغان مجاہدین جیسے جیالے پیدا ہو جاتے ہیں، جو آزادی کی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا دیتے ہیں۔

افغان مجاہدین آج اپنی آزادی کے لئے آگ اور خون کے سمندر سے گزر رہے ہیں۔ لیکن ان کا موراں بلند ہے میدان جنگ میں وہ شکست سے ناآشنا ہیں۔ کیونکہ ان کی مجاہدانہ فطرت صرف اور صرف فتح و نصرت سے آشنا ہے

> غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی محکوم قومیں غاصبوں کے خلاف صرف اعلانِ جہاد کر کے اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتی ہیں اور غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کر سکتی ہیں۔
>
> پروفیسر برہان الدین "ربانی" امیر جمعیت اسلامی افغانستان

اور اکثر ایسے مواقع پر وہ آگ اور خون کے سمندر میں کود کر کہتے ہیں ؎
آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے
یہی وجہ ہے کہ آج وہ افغانستان کی آزادی اور وہاں ایک اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے اپنے سروں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ ایک آزاد اور خود مختار افغانستان کی فضاؤں میں ایک بار پھر اسلام کا پرچم لہرایا جائے اور ساری فضا اللہ اکبر کے مقدس نعروں سے گونج اُٹھے۔ اور بارہ لاکھ شہیدوں کی روحیں جنت کی وسعتوں میں حضور خداوندی کے سامنے اپنے کمدار کو فخریہ انداز میں اس کے حکم کی مطابعت کہہ سکے۔

افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے جدوجہد اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک اُسے حقیقت نہ بنایا جائے اور خود مجاہدین اس کا نظم و ضبط نہ سنبھالیں۔

جوں جوں افغانستان کی آزادی قریب آتی ہے توں توں مختلف اطراف سے وہاں ایک مخلوط حکومت کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔ جو غیر مناسب ہیں۔ یہ بھی غیر مناسب ہوگا اگر حالات نے مجاہدین کے سربراہوں کے علاوہ کسی ایسے شخص کو افغانستان میں نئے حکومت پر مسلط کیا۔ جس نے روسیوں کے خلاف ۹ سالہ جنگ میں کسی قسم کا فعال کردار ادا نہ کیا ہو بلکہ جنگ کی آگ سے دور ایک تماشائی کی حیثیت رکھتا ہو۔ اس نوع کے فیصلے مجاہدین کے لئے قابل قبول نہیں ہوں گے۔ بلکہ کسی دوسری شخصیت کے مقابلے میں مجاہدین ہی افغانستان میں نئی حکومت کے چلانے کے لئے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ افغانستان میں آیندہ کی حکومت کے فیصلے میں افغان مجاہدین کے رہنماؤں کو بھی شامل کرنا ضروری ہے کیونکہ اصل مسئلہ مجاہدین کا ہے۔ اگر روسی افغانستان سے واقعتاً اپنی فوج کے انخلاء کا متمنی ہو اور وہ افغانستان کے ۹ سالہ مسئلے کو ختم کرنا چاہتا ہو۔ اور وہ اس مسئلے میں مخلص ہو تو روسی حکمرانوں کو چاہیئے کہ وہ براہ راست مجاہدین سے بات کریں۔ لیکن اگر یہ بھی روسی کا ایک چھلاوہ اور چال ہو تو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری جدوجہد جاری رہے گی

اہم تر وہ سیاسی حل کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو اس میں ہماری آزادی اسلامی تشخص، بارہ لاکھ شہیدوں کے خون کا وقار اور روسی مظالم کے مارے ہوئے مجاہدین و مہاجرین کی آرزوؤں اور تمناؤں کو ملحوظ نظر رکھا گیا ہو۔ بیت کریں۔

اداریہ

بقیہ:

توحید کے خون نا حق سے بھی اپنے ہاتھ رنگے ہیں لہٰذا لادینی عناصر کے ساتھ اتحاد اور اشتراک کی نہ تو اسلام اجازت دیتا ہے اور نہ انسانیت، اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ افغانستان کی نئی حکومت ہمسایوں کے علاوہ دوسرے تمام ممالک سے بھی بہتر تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرے گی۔

سات جہادی تنظیموں کی مجلس شوریٰ کا فیصلہ مقدم ہے اور افغانی عوام کی آرزوؤں اور اُمنگوں کی عکاسی کے ساتھ ساتھ ۱۲ لاکھ شہیدان آزادی کی قربانی کا ثمرہ ہے۔

عوام اور راہنما عبوری اور دائمی دونوں قسم کی حکومتوں کو چلانے کی بدرجہ اتم صلاحیت رکھتے ہیں وہ قوم جو آزادی کی خاطر اپنے سر کی بازی لگا سکتے ہیں اور جو نوجوان مجاہد اپنے مقدس خون کا نذرانہ دے کر آزادی کی دلہن کے حصول کے لئے میدانِ جنگ میں اپنی روایتی بہادری اور شجاعت کے کارناموں کو جلا دے کر اقوام عالم کے دلوں پر جرأتِ رندانہ کے جھنڈے گاڑھ سکتے ہیں۔ وہ اپنے خاک پاک اور بیت بے باک کے درخشاں مستقبل کی خاطر رموزِ مملکت کے سارے بھید بھی جانتے ہیں۔

مجاہد راہنما جناب پروفیسر برہان الدین ربانی کا

ایک مختصر انٹرویو

افغان تحریک مزاحمت کی سات جماعتی اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے راہنما اور جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر پروفیسر برہان الدین ربانی نے پشاور میں ایکنس افغان پریس کے خصوصی نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان کے مظلوم عوام کو قتل و غارت گری سے نجات دلانے کی خاطر وہ روسی رہنما میخائل گورباچوف سے مل سکتے ہیں۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ افغان مسئلے کے سلسلے میں امریکی صدر رونالڈ ریگن سے مل چکے ہیں کیا وہ اسی طرح روسی قیادت سے بھی ملنا چاہیں گے۔ تو مجاہد لیڈر نے کہا کہ اس ضمن میں مجاہدین کے راہنما کسی نوعیت کے ذہنی تحفظات کا شکار نہیں انہوں نے بتایا کہ روس کے رویئے میں تغیر آیا ہے اور اب وہ افغانستان سے نکلنے کے وعدے کر رہا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی جانب سے ان وعدوں کی مطابقت میں کوئی ٹھوس قدم یا واضح منصوبہ سامنے نہیں آیا۔

پروفیسر ربانی نے کہا کہ افغان قضیہ کے لئے وہ غیر جانبدار نگہبری انتظامیہ کی تجویز پیش کر چکے ہیں اور دوسرے افغان رہنما بھی اس سلسلے میں تجاویز دے چکے ہیں جنہیں روسی فوجوں کی واپسی کے لئے مجاہدین اور روسی حکومت کے درمیان بامقصد مذاکرات کا نقطۂ آغاز بنایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا بہر حال جو بھی حل ہوگا وہ افغان عوام کی نمائندہ سات جماعتی اتحاد اسلامی کی تنظیم کے ذریعے ممکن ہوگا۔

مجاہد راہنما نے افغان کمیونسٹوں کے بارے میں کہا کہ یہ لوگ روس کو دھوکہ دیتے رہے حتیٰ کہ گورباچوف افغانستان کو رستا ہوا ناسور کہنے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ روسی قیادت اب افغان عوام کا اپنی حکومت خود بنانے کا حق مان رہی ہے۔ جو ایک اچھی پیش رفت ہے اور اسے ماضی کی طرح فوجوں کے انخلاء سے نتھی نہیں کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغان بحران سے متعلق تمام فریقوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ سیاسی حل کے نام پر کوئی چیز افغان عوام پر ٹھونسی نہیں جا سکتی کیونکہ یہ حل نہیں بلکہ نئی قتل و خونریزی کا راستہ کھولنا ہوگا۔ وہ فیصلے جو افغان عوام کے نمائندوں کی غیر حاضری میں کئے جائیں اور جن میں افغان عوام کے نمائندے شریک نہ ہوں غیر مؤثر فیصلے ہوں گے۔

استاد ربانی نے کہا کہ افغان مسئلے کے حل کے لئے اب وہ مرحلہ آ پہنچا ہے۔ جب افغان جہاد کی حمایت کرنے والے تمام ممالک مجاہدین کی نمائندہ تنظیم "اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان" کو رسمی طور پر تسلیم کریں۔ ان کا یہ اقدام افغان مسئلہ کو باہمی مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کا راستہ ہموار کرے گا۔

تحریر - ایم - ایس - عارف

روس ۱۹۸۸ء میں افغانستان سے نکلنا چاہتا ہے

مسئلہ افغانستان پر گہری نظر رکھنے والے ماہرین ۱۹۸۸ء کو افغان مسئلہ کے حل کا سال قرار دے رہے ہیں روسی بھی یہ تاثر دے رہا ہے کہ گویا وہ اس سال افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لے گا۔

امریکہ کے دو روزناموں "نیویارک ٹائمز" اور "کرسچین سائنس مانیٹر" کے نامہ نگاروں نے افغان دارالحکومت کابل سے اپنے مراسلوں میں بتایا ہے کہ روسی اور افغان حکام نے نئے سال کے ادائل میں یہ تاثر دینے کی ہر ممکن کوشش کی ہے کہ افغانستان میں روسی مداخلت ختم ہونے والی ہے۔ روسی فوج ان کے افسر اور غیر فوجی مشیر اور روسی نامہ نگار اس قسم کے تاثرات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ جن سے افغانستان میں روسی فوجی مداخلت ختم ہونے کے بارے میں کسی قسم کے شک وشبے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

نیویارک ٹائمز کے نامہ نگار کے مطابق کابل میں ایسے آثار ہیں کہ روسی کابل حکام روسی فوجوں کی واپسی کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ نامہ نگار کا کہنا ہے کہ ایک سال پہلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روسی فوج جنگ جاری رکھنے کی تیاری کر رہی ہے۔ اور اب یہ کہا جا رہا ہے کہ ذمہ داری افغان فوج کو سونپ دی گئی ہے۔

کرسچین سائنس مانیٹر کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ ماسکو سے روانہ ہونے سے پہلے اسے ایک روسی افسر نے بتایا کہ روس اب افغانستان سے اپنی فوج واپس بلانا چاہتا ہے۔ چونکہ اسے خاص طور سے ان کی جانوں کی صورت میں بھاری قیمت ادا کرنا پڑ رہی ہے۔

نامہ نگار نے ایک روسی افسر سے سوال کیا کہ کیا مغربی ملکوں کا یہ اندازہ صحیح ہے کہ افغانستان میں ۳۵ ہزار روسی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں اس کے جواب میں روسی افسر نے کہا کہ غالباً یہ اندازہ حقیقت کے بہت قریب ہے نامہ نگار نے ماسکو میں ایک تجزیہ نگار کے حوالے سے یہ بھی بتایا ہے کہ روسی حکام پچھلے ایک سال سے ڈاکٹر نجیب کو ناگزیر صورت حال کا سامنا کرنے کے لئے تیار کرتے رہے ہیں۔ جب یہ سوال کیا گیا کہ آیا روسی حکام ڈاکٹر نجیب کا کوئی متبادل تلاش کریں گے۔ تو روسی تجزیہ نگار نے کہا کہ جتنے بھی متبادل ہو سکتے تھے ان پر غور کیا جا چکا ہے۔

ادھر روس کے ایک سینیٹر راہنما نے افغانستان میں فوجی مداخلت کو سابق روسی سربراہ بریژنیف کی غلطی قرار دیا ہے۔ تہران ریڈیو کی ایک رپورٹ کے مطابق روسی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے بیورو برائے بین الاقوامی تعلقات کے نائب سربراہ مسٹر کارن بروٹنس نے کہا کہ روس کے موجودہ قائد گورباچوف افغانستان میں روسی فوجوں کی موجودگی کے حامی نہیں ہیں۔ کیونکہ روسی افواج اسلامی تحریک مزاحمت کو دبانے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ اور گذشتہ آٹھ سال کے دوران انہیں افغانستان میں شدید ہزیمت اٹھانی پڑی ہے انہوں نے کہا کہ روس افغانستان کو آزاد غیر جانبدار اور روس کے دوست ملک کی حیثیت سے دیکھنا چاہتا ہے انہوں نے کہا کہ روس نے افغانستان سے اپنی افواج کو ایک سال کے اندر واپس بلانے کی پیشکش کی ہے اور وہ اس مدت میں کمی کرنے کے لئے تیار ہے

ادھر افغان مجاہدین کے راہنما پروفیسر برہان الدین ربانی اور دوسرے لیڈروں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ روس کے لہجے میں تبدیلی محسوس ہو رہی ہے۔ اور اب وہ افغانستان سے نکلنے کے وعدے کر رہا ہے۔ تاہم روس اپنے ان وعدوں میں کس حد تک مخلص ہے اس کا انحصار اس کے رویئے پر ہے جہاں تک اس کے نکلنے کے وعدے ہیں اس سلسلے میں مجاہدین کے راہنما

(باقی صفحہ ۳۳ پر)

عبدالحبیب

ہمارا عزم جواں ہے

۲۷ دسمبر کی شام کو دن کا چمکتا سورج اپنی تابناک کرنوں کو سمیٹ کر خونیں شفق میں ڈوب گیا اور شام کے اندھیروں نے ایک بار پھر فضاء میں اپنے سائے پھیلا دیئے اس طرح ۱۹۸۷ء کا سال جو عام طور پر امت مسلمہ کے لئے اور خاص طور پر افغان عوام کے لئے گذشتہ ۸ سالوں کی طرح تشدد، خونریزی، آگ، دھماکوں تباہیوں اور محرومیوں کا سال تھا، اختتام پذیر ہوا۔ ۱۹۸۷ء کے دوران بھی افغان عوام اور مجاہدین نے وطن عزیز کی آزادی کے لئے متذکرہ خونیں اور دل ہلا دینے والے حوادث کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اب کل کے طلوع ہونے والے سورج پر جو اگلے سال کی ابتداء کرے گا آس لگائے بیٹھے ہیں کہ نیا سورج کیا نوید لے کر ابھرے گا۔

۲۷ دسمبر کی تاریخ کو افغانستان میں روسیوں کی ننگی جارحیت کے آٹھ سال مکمل ہو چکے اس موقع پر افغان مجاہد عوام نے معمول کے مطابق روسیوں کی ظالمانہ کاروائی کے خلاف اپنے غم و غصے کا اظہار کرنے کے لئے دنیا کے گوشے گوشے میں ۲۷ دسمبر یعنی کمیونزم کے زوال کا دن اور اسلامی جہاد کے آغاز کی مناسبت سے خاص پروگراموں کا اہتمام کیا۔ یہ پروگرام نہایت پرامن طریقے سے منائے گئے۔ افغان مہاجرین کے علاوہ علاقے کے کثیر تعداد حق پسند اور صلح دوست مہذب حضرات نے ان جلسوں اور جلوسوں میں شرکت کی اور افغان حریت پسند مجاہدوں کی جدوجہد آزادی کی تعریف کرتے ہوئے روسی جارحوں کی زبردست مذمت کی۔ چنانچہ ۲۷ دسمبر کے دن اشتراکی ملک روس میں بھی کئی مقامات پر مظاہرے کئے گئے۔ اور عوام نے اپنی حکومت پر اپنی فوجوں کو افغانستان سے واپس بلانے پر زور دیا۔

اسی طرح پاکستان کے چاروں صوبوں کے مراکز کے علاوہ جہاں جہاں افغان مہاجرین قیام پذیر تھے ۲۷ دسمبر یوم آغاز جہاد کے موقع پر نہایت سنجیدگی سے جلسوں کا اہتمام کیا اور اجتماعی مظاہرے کئے۔

قابل ذکر بات تو یہ ہے کہ جماعت اسلامی پاکستان کے عالی مقام امیر کی خرد منداانہ قیادت کے تحت ان کی ایک اپیل پر پاکستان کے مسلم بھائیوں نے لبیک کہا اور اسلامی اقدار اور اسلامی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے افغان مجاہد عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کے سلسلے میں بڑے بڑے جلوس نکالے اور اہم دو جانی شخصیتوں نے اپنا اپنا اظہار خیال کرتے ہوئے افغان عوام کی جدوجہد آزادی کی تعریف کی اور اس طرح ایک بار پھر ایک سچے انصار ہونے کا ثبوت دے کر ہماری حوصلہ افزائی کی

شاہلین جلوس جذبۂ جہاد اور شوق شہادت سے سرشار تھے۔ یوں معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے وہ بندوق اٹھائے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان جہاد کی طرف بڑھ رہے ہوں۔ وہ اپنے دل کی گہرائیوں سے "اسلام زندہ باد" جہاد افغانستان زندہ باد" "افغان مجاہدین زندہ باد" "جہاد افغانستان و دفاع پاکستان" "افغان مجاہد اسلامی عظمت کے نشان ہیں" "افغان مجاہدو! آگے بڑھے چلو اللہ تمہارے ساتھ ہے ہم تمہارے ساتھ ہیں" "روسیو! افغانستان سے نکل جاؤ" کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔

اکثر و بیشتر شاہلین جلوس انصار بھائیوں کی چمکتی آنکھیں ہمارے شہیدوں کی تصویروں، اُن کے یتیم بچوں، بیواؤں اور معذور افراد کو دیکھ کر پرنم ہو جاتیں۔ وہ یتیم اور معذور بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیر کر ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ ان جلوس اور جلوس میں ہمارے انصار بھائیوں نے اپنے روزمرہ کاموں کو خیرباد کہا تھا۔

معزز قارئین! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے روسی جارحیت کے آٹھ سال مکمل ہو چکے۔ وہ افغانستان میں اس لئے

آئے تھے کہ وہ افغانستان کو بھی روسی ترکستان جیسا اپنا جزء قلمرو بنا لے وہ اس خوش فہمی میں تھے کہ پورے افغانستان کو قبضہ کرنے کے لئے انہیں کسی بھی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ وہ افغانستان کو لقمۂ تر سمجھ رہے تھے۔ لیکن یہی لقمۂ تر ہڈی بن کر روسی حلق میں ایسا اٹک گیا۔ جس کا اب اس کے پاس کوئی علاج نہیں اور اب اس لاعلاج کی حالت میں وہ سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگنے کے لئے راستہ تلاش کر رہے ہیں۔ لیکن مجاہدین نے بھی قسم کھائی ہے۔ کہ اب وہ انہیں ماسکو میں بھی نہیں چھوڑیں گے۔

یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ افغان جیالے مجاہدوں نے روسیوں کو جنگی محاذ کے علاوہ سیاسی محاذ پر بھی ناقابل فراموش شکست دی ہے۔ چنانچہ روسی جابر حکمران بھی کئی بار اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں کہ افغان مسئلہ ان کے لئے ایک رستا ہوا ناسور بن گیا ہے اور اس ناسور کی وجہ سے کئی روسی لیڈر ارمان بھرے دل لیکے بعد دیگرے داصل بحق ہوئے اور اسی طرح وہ روسی نواز افغان کمیونسٹ بھی جو روسیوں کے خوابوں کی تکمیل کی حامی بھر چکے تھے، بھی یکے بعد دیگرے اپنے ہی آقاؤں کے اشارہ ابرو پہ موت کے گھاٹ اتارے گئے یا آج اسارت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

افغان مجاہد عوام گذشتہ ۹ برسوں سے آگ کی بھڑکتی ہوئی بھٹی میں جل رہے ہیں، سونا بھٹی میں جل

اس بڑھاپے میں بھی عزم جواں ہے

کر ہی کندن بنتا ہے، ہمیں جتنا بھی دبایا جائے گا۔ ہم اتنا ہی ابھریں گے مصیبتوں اور تکلیف کا سامنا کرنے سے ہمارے حوصلے بلند سے بلند تر ہوتے جائیں گے۔

روسیوں کی وحشیانہ اور غیر انسانی سلوک کے نتیجے میں پانچ ملین سے زائد افغان عوام اپنا گھر بار چھوڑ کر مہاجر بنے۔ بقائے اسلام اور آزادی وطن کی خاطر بارہ لاکھ شہیدوں کا نذرانہ پیش کیا۔ لاکھوں افراد یتیم اور اپنے بدن کے قیمتی اعضاء سے محروم ہوئے۔ یہ سب کچھ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے برداشت کیا گیا ہے۔

ہمارے پاکستانی انصار بھائیوں نے جس فراخ دلی سے بروقت ہماری امداد کی وہ واقعتاً قابل تعریف ہے۔ ہمیں اپنے پُرمہر اور گرم آغوش میں پناہ دی۔ روزمرہ زندگی کی سرفوہ سہولت ہمارے لئے مہیا کی۔ مختصر یہ کہ جس انداز سے یہاں ہماری مہمان نوازی کی گئی ہے اور کی جا رہی ہے، وہ قابل صد تحسین ہے میں اپنے انصار بھائیوں کا کوئی خوشنما نہیں کر رہا بلکہ حقیقت بیان کر رہا ہوں افغان مجاہد عوام کے ساتھ پاکستانی عوام کی اسلام دوستی نے تو دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سورج کو آنگلی سے چھپایا نہیں جا سکتا دنیائے اسلام اور عالم بشریت بارہا اس مسئلہ پہ

ماہنامہ

مشعل

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

افغان مسئلے کے بارے میں جو بھی حل ہوگا۔ بہرحال وہ افغان عوام کی نمائندہ سات جماعتی اتحاد اسلامی کی تنظیم کے ذریعے ممکن ہوگا۔

امیر جمعیت اسلامی افغانستان

پاکستانی عوام کو خراجِ تحسین پیش کر چکی ہے۔

حکومتِ پاکستان اور پاکستان کے مسلمان عوام نے آج جو نام پیدا کیا ہے وہ جذبۂ بشر دوستی اور اسلام دوستی کا مرہونِ منت ہے۔

روسیوں نے حکومتِ پاکستان کو اپنے اثر و رسوخ میں لانے کے لئے بہت سے سیاسی حربے استعمال کئے مگر وہ پاکستان کے اصولی موقف میں کوئی تبدیلی نہ لا سکے۔ چنانچہ پاکستان کے کئی ایک اہم مقامات پر انہوں نے دھماکے کروا کر عوام میں بے چینی اور حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش کی، غیرت مند پاکستانی عوام نے اپنے عزیز و اقارب کی قیمتی جانوں کا نذرانہ دیا۔ کئی ایک ہنستے بستے گھرانے ماتم کدوں میں تبدیل ہو گئے۔ روسیوں نے پاکستانی بھائیوں کو دھماکوں کے ذریعے اپنا حلیف بنانا چاہا مگر انہوں نے روسیوں کی ان امیدوں پر بھی ٹھنڈا پانی پھیر دیا۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے پاکستانی بھائی ہر آنے والے حادثے کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ یہ بسبب کچھ پاکستانی انصار بھائیوں پر اس لئے کیا جا رہا ہے کہ حکومتِ پاکستان اور یہاں کے غیور مسلمان عوام نے افغان مہاجرین کو انسانی ہمدردی کی بنا پر پناہ دی اور ان کی ہر ممکن امداد کی۔

روسیوں کی حکمت عملی سے ساری دنیا واقف ہو چکی ہے۔ ہمارے پاکستانی انصار بھائیوں نے روسیوں کے تمام سیاسی حربوں کو ناکام بنا کر دو ٹوک الفاظ میں اپنا موقف کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب تک افغانستان میں ایک بھی روسی فوجی موجود ہو، وہ مہاجرین کا ساتھ دیتے رہیں گے۔ اس لئے کہ وہ جہادِ افغانستان کو دفاعِ پاکستان سمجھتے ہیں۔

افغان قوم ایک زندہ قوم ہے، زندہ قومیں کبھی بھی اپنے اسلاف اور محسنوں کے کارناموں کو نہیں بھلاتی، آج افغان مجاہد عوام اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چل کر ان کے کارناموں اور ان کے تجربوں کو اپنا مشعلِ راہ بنا کر ظلم و تشدد کے اندھیروں میں اپنی آزادی کی راہ ڈھونڈ نکالنے میں سرگرم عمل ہیں، دشوار اور کٹھن راستہ ہمیشہ عزم و ہمت اور تکلیف جھیلنے کے بعد ہی طے ہو جاتا ہے۔ افغان عوام کی منزلِ مقصود قریب سے قریب تر آتی جا رہی ہے اور دنیا مان چکی ہے کہ افغان عوام کے سر کٹ تو سکتے ہیں، لیکن جھک نہیں سکتے۔ افغان مجاہد عوام کی کامیابی ۱۲ لاکھ شہیدوں کے خونِ مقدس کا نتیجہ اور لاکھوں یتیموں اور بیواؤں کی دعاؤں کا اثر ہے افغان عوام کسی ذاتی مفاد کے لئے دشمنوں سے نہیں لڑتے بلکہ صرف اللہ کے دین کی حفاظت اور ناموسِ وطن کی آزادی کے لئے لڑتے ہیں۔ جس کی وجہ سے افغانستان کا چپہ چپہ شہیدوں کے خون سے معطر اور رنگین ہو چکا ہے

یہ ایک حکمِ خداوندی ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اکثر مشکل وقت میں آزماتا ہے۔ یہ ہماری آزمائش کی گھڑی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہم اپنے امتحان میں ضرور کامیاب ہوں گے ہم نے پختہ عزم کر رکھا ہے کہ اپنے آخری قطرۂ خون تک اپنی جدوجہد آزادی کو جاری رکھیں گے اور انشاء اللہ امت مسلمہ اور عالم انسانیت کی ان توقعات پر پورا اتریں گے، جو انہوں نے ہم سے وابستہ کر رکھے ہیں۔ ہم افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم کر کے ہی دم لیں گے۔ افغانستان میں صرف اسلام کے سوا کسی دوسرے نظام کی کوئی گنجائش نہیں اگر کوئی ہمارے مقدس افغانستان میں اشتراکیت کی فروغ کے لئے کفر و الحاد اور یا سیکولر حکومت قائم کرنے کا خیال ذہن میں لاتا ہے۔ تو وہ بیوقوفوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ آج ۹ سال کا عرصہ دراز حق و باطل کے معرکے میں گزر چکا ہے۔ اس دوران ہم اپنی دو نسلوں کی قربانی دے چکے ہیں۔ تیسری نسل پرورش پا رہی ہے اس طرح یہ سلسلہ انشاء اللہ نسل در نسل جاری رہے گا۔ افغان وہ واحد قوم ہے۔ جس نے ظلمت کے اندھیروں میں مشعلِ عبودیت جلا کر اپنا راستہ خود تلاش کرنے کی جرأت کی ہے ہمارا راستہ حق کا راستہ ہے اور انشاء اللہ اس حق کی حصول تک لڑتے رہیں گے

ہم حکومت اسلامی پاکستان اور خاص طور پر پاکستان کے غیور انصار بھائیوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے حالات کا بروقت جائزہ لے کر افغان مہاجرین کو سہارا دیا اور ہمارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھا۔

ہمارے پاکستانی بھائیوں نے جس انداز سے ہماری اعانت اور امداد کی ہے ہم اسے کبھی نہیں بھلا سکتے۔

۷ دسمبر کے روز افغان ایمبیسی کے موقع پر اکثر علماء کرام نے ہمارے موقف کی تائید کی اور ہمارے مجاہدین کی بہادری اور جنگی کارناموں کو سراہا، انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ اور ان کی جدو

(باقی ص۲۳ پر)

افغان مجاہدین ایک سپر پاور کے مقابلے میں

(وال سٹریٹ جرنل میں ولیم میگن کی رپورٹ)

خوست۔ افغانستان۔ شہر کے مشرقی سرے سے باہر پہاڑی قصبات پر رات کی خاموشی طاری ہے۔ آسمان ستاروں سے روشن ہے اور صاف و شفاف ہوا اور سناٹے کے پس منظر میں یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے اس جگہ سے زیادہ اور کوئی پرسکون مقام نہیں۔ لیکن پھر اچانک یہ خاموشی درجن بھر روسی طیاروں کی گڑگڑاہٹ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ ان جہازوں کے دہانوں سے روشنی کے بم نکل کر خاموش اور پرسکون وادی کا رخ کرتے ہیں۔ یہ بم تھکا نے تلاش کرنے کے لئے پوری وادی کو چھ سات منٹ کے لئے روشن کر دیتے ہیں پورا علاقہ جس نے چند لمحوں پہلے تاریکی کا محفوظ نقاب اوڑھ رکھا تھا، روشنی میں نہا جاتا ہے۔ افغان مجاہدین کے ٹھکانوں سے طیارہ شکن توپیں گولیاں اگلنے لگتی ہیں۔ پھر زمین بموں کے دھماکوں سے لرزنے لگتی ہے اور ہر دھماکے کے ساتھ ایک صحافی کا کیمرہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ پھر ایک افغان مجاہد زمین سے اُٹھتے ہوئے کہتا ہے،

"وہ چلے گئے"۔ جی ہاں۔ روسی طیارے بم برساتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

لیکن ایک سال قبل ایسا نہ تھا بلکہ اس قسم کا حملہ بہت خوفناک ثابت ہوتا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب افغان مجاہدین کو امریکی سٹنگر میزائل کندھوں سے فائر کئے جانیوالے اور حرارت کی مدد سے طیاروں کا تعاقب کرنے والے طیارہ شکن میزائل نہیں ملے تھے۔ جب سے یہ میزائل مجاہدین کو ملے ہیں، روسی ہوا باز ان سے خوف کھانے لگے ہیں۔ اس قسم کے حملے اب زیادہ نقصان کا باعث نہیں بنتے۔ چنانچہ مجاہدین اب پہلے سے کہیں زیادہ پُر امید لگتے ہیں۔

مجاہدین اگر زیادہ پُر امید ہیں۔ تو اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ میدان جنگ میں خود کو پہلے سے زیادہ زور آزمائی میں بہتری محسوس کرتے ہیں اور دوسری وجہ سفارتی محاذ پر ہونے والی کامیابیاں ہیں۔ اس ماہ کے اوائل میں اقوام متحدہ میں ریکارڈ اکثریت سے افغانستان میں روسی افواج کے قبضے کی مذمت کی گئی۔

لیکن ایک تیسرا عنصر جو مجاہدین کو اور بھی زیادہ پُر امید بناتا ہے وہ یہ احساس ہے کہ روس اب افغانستان سے نکلنے کی باتیں کرنے لگ گیا ہے اور یہ کہ روسیوں کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ وہ افغان مجاہدین کو آسانی سے نہیں کچل سکتے۔ چنانچہ افغانستان میں اگلے برس جو کچھ وقوع پذیر ہوگا وہ سوویت توسیع پسندی کی تاریخ کا اہم ترین باب ہوگا۔

خوست کے علاقے میں ایک تیس سالہ افغان کمانڈر وزیر خان کا کہنا ہے۔

"دنیا یہ سمجھتی ہے کہ روسیوں کو فتح نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ہم گذشتہ ۸ سال سے ان کے خلاف لڑ رہے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ روسی کچھ بھی نہیں ہیں۔"

وزیر خان کے ہاتھ میں گرمینڈر تھا اور سبز چائے اس کے سامنے رکھی تھی۔

اس نے کہا۔

"روسیوں اور ہمارے درمیان صرف یہ فرق ہے کہ ان کے پاس جدید ترین ہتھیار ہیں۔"

حقائق ان باتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ دسمبر ۱۹۷۹ء میں روسی افواج افغانستان میں داخل ہوئی تھیں اس وقت سے اب تک افغانستان کی سرزمین پر بمباری ایک مستقل سلسلہ بن گئی ہے۔ بعض اوقات دن میں تین چار بار بھی بمباری ہوتی ہے۔ ان آٹھ سالوں میں انسانی جانوں کا ضیاع حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ ۱۵ لاکھ افغان ہلاک ہو چکے ہیں۔ جبکہ ۵۵ لاکھ افغان مہاجرین نے پاکستان اور ایران میں پناہ حاصل

کر لی ہے۔ افغانستان کے اندر مزید ۲۰ لاکھ افراد بے گھر ہو گئے ہیں۔ ان ہزاروں افغان بچوں کا تو ذکر ہی کیا جو روسیوں کی بمباری سے جاں بحق ہوئے ہیں۔

مجاہدین نے روسیوں کا نہایت مستقل مزاجی سے مقابلہ کیا ہے۔ جنگ کے ابتدائی دنوں میں مجاہدین نے عام معمولی رائفلوں اور کلاشنکوفوں سے مقابلہ کیا۔ لیکن اب وہ جدید ترین ہتھیاروں سے مسلح ہیں۔

ستمبر ۱۹۸۶ء میں ۱۲۰۰ اور اس سال ۶۰۰ سٹینگر میزائل مجاہدین کو فراہم کئے گئے۔ یہ میزائل روسی طیاروں کے لئے تباہ کن ثابت ہوئے ہیں۔ اسی سال تک اگرچہ روسیوں کو افغانستان میں ۲۰ فیصد حصے کا کنٹرول حاصل تھا۔ لیکن اپنی فضائی قوت کے بل بوتے پر وہ بلا خوف و خطر افغان قصبوں اور مجاہدین پر بمباری کرتے، مگر سٹینگر میزائیلوں نے پانسہ ہی پلٹ دیا۔

میزائلوں نے نہ صرف کئی سو روسی طیاروں کو گرا لیا ہے بلکہ انہیں بلندی پر اڑانے پر مجبور کر دیا ہے روسی ہیلی کاپٹروں کے حملے تو تقریباً ختم ہو گئے ہیں۔ اگر مجاہدین کو بارودی سرنگیں صاف کرنے والے آلات اور دور تک مار کرنے والی توپیں بھی فراہم کر دی جائیں تو وہ بعض انتہائی مسلح روسی فوجی ٹھکانوں کا ہمیشہ کے لئے صفایا کر سکتے ہیں۔ اگرچہ مبصرین مجاہدین کی مکمل فتح کی پیش گوئی کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں۔ تاہم ان کا یہ خیال بھی ہے۔ کہ مجاہدین کو شکست نہیں دی جا سکتی۔

مجاہدین میدان جنگ میں برتری حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے امریکہ کو ایران اور لبنانی شیعہ سے جو ناخوشگوار تجربات حاصل ہوئے ہیں، اس پس منظر میں امریکہ میں مجاہدین کے اسلام کے بارے میں غلط تاثرات لئے جا رہے ہیں۔

ایران کو سٹینگر میزائل دیئے جانے کا سکینڈل بھی ایک ناخوشگوار واقعہ تھا۔ اصل میں مغرب میں "کٹر ملا" "اسلامک ری پبلک" اور "جہاد" جیسے الفاظ سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے حالانکہ افغانی سنی کو جب ان الفاظ کے پس منظر میں دیکھا جاتا ہے۔ تو صورت حال لبنانی یا ایرانی شیعوں سے مختلف ہوتی ہے۔ بیشک افغانستان کی دس فیصد آبادی شیعہ ہے۔ لیکن وہ آیت اللہ خمینی کو اس انداز سے نہیں دیکھتے جس انداز میں انہیں ایران میں دیکھا جاتا ہے۔ پھر یہ کہ بارہش مجاہدین کو غلط رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ جو لوگ افغانستان میں مجاہدین کے ساتھ کچھ وقت گزارتے ہیں انہیں یہ پتہ چلتا ہے کہ مجاہدین سچے اور کھرے انسان ہیں اور وہ غیر ملکی مخلصوں سے اپنے وطن کو آزاد کرانا چاہتے ہیں اصل میں روسی قبضے سے ہی افغانوں میں قومی تشخص کا احساس مزید اُجاگر ہوا ہے۔

افغانستان پر روسی قبضے کا ایک اور قابل غور پہلو یہ بھی ہے کہ روسی تیسری دنیا کی حمایت سے محروم ہو گیا ہے مثال کے طور پر حال ہی میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ریکارڈ ۱۲۳ ووٹوں سے روسی قبضے کی مذمت کی گئی۔ روس کو پہلی مرتبہ اقوام متحدہ میں بین الاقوامی برادری کے زبردست دباؤ کا سامنا کرنا پڑا اور وہ اس مسئلے سے توجہ ہٹانے کے لئے مجاہدین کی امریکی امداد کا مسئلہ اُجاگر کرتا رہا۔ لیکن اُسے اپنی کوششوں میں کامیابی نہ ہو سکی اور تیسری دنیا نے کھل کر مذمت کی۔

"بات بالکل واضح ہے۔" جمعیت اسلامی کے ترجمان مسعود خلیلی کا کہنا ہے۔ "روسی افغانستان میں موجود ہیں اور ہم انہیں باہر نکالنا چاہتے ہیں۔"

امریکہ میں بھی افغانوں نے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا لیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ لاطینی امریکہ، افریقہ یا ایشیا کی طرح افغانستان میں بھی خانہ جنگی کا کوئی خطرہ نہیں۔ نہ ہی ویت نام کی طرح امریکہ اس معاملے میں ملوث ہے۔ مجاہدین اپنی جنگ خود لڑ رہے ہیں۔ انہیں افغان عوام کی مکمل حمایت حاصل ہے اور انہوں نے شکست کے خدشات کو بے بنیاد ثابت کر دیا ہے۔

تاہم اس مسئلے کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ افغانوں کو کچھ مسائل کا سامنا بھی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ اس علاقے میں منشیات کی سمگلنگ ہوتی ہے۔ ہتھیاروں کی کمی ہے اور مجاہدین کے لئے امداد صحیح افراد تک نہیں پہنچتی۔ اس طرح اور بھی کئی مسائل ہیں۔ لیکن یہ تمام جنگ کے مسائل ہیں۔ خاص طور پر ایک گوریلا جنگ کے مسائل، یہ افغانوں کی مزاحمت کے مسائل نہیں ہیں۔ حال ہی میں یونس خالص کی سات اسلامی جماعتوں کے اتحاد کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ اس طرح جلاوطن حکومت

کے قیام کی طرف پہلی پیش قدمی ہوئی ہے۔

اب میدان جنگ میں پہلے سے زیادہ اتحاد و یگانگت ہے، مثلاً گذشتہ ماہ چھ جماعتوں نے متحد ہو کر چھاپہ مار جنگ شروع کی اور ۱۵۰ میل لمبے محاذ پر کوتار وادی میں روسیوں پر حملہ کیا۔ مجاہدین نے یہاں ایک سو بی ایم ۱۲ راکٹوں کی نمائش کی جو دوسری جماعتوں نے انہیں اسلحہ ختم ہو جانے پر دیئے تھے۔ اس سے پہلے جون اور جولائی میں ایک ہزار مجاہدین کمانڈر، جو کہ تمام پارٹیوں کی نمائندگی کر رہے تھے، "غور" کے مقام پر جمع ہوئے۔ جو کہ افغانستان کے وسط میں واقع ہے انہوں نے دشمنوں کے خلاف مشترکہ حکمت عملی مرتب کی۔ بعض حلقے مجاہدین کی ان ناگزیر خامیوں کو اُجاگر کر کے ان کے کارناموں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ لیکن ماسکو یا کم از کم مشرقی یورپ میں ایسا نہیں ہوتا۔ جہاں سابقہ یوگوسلاوی تنظیمیں افغانوں کی جدوجہد سے بہت متاثر ہیں۔ یہاں مارکسزم کی موت کے تذکروں کے باوجود تاریخ روسی کے ساتھ رہی ہے۔ کم از کم علاقے کی توسیع اور برزنیف ڈاکٹرائن کی حد تک لوگوں کی ہمدردیاں روس کے ساتھ تھیں لیکن اب حالات بدل رہے ہیں۔ جیسا کہ دینکے ایک ممتاز سکالر لیوس ڈوپری نے کم از کم بیس سال پہلے یہ کہا تھا۔ "اگر آپ سوویت یونین کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ تو کوشش کیجیئے کہ افغانستان کو ہڑپ کرنے کی کوشش کرے"۔ جو لوگ حالات کو بدل رہے ہیں یا چیلنج بن کر سامنے آ رہے ہیں وہ جذباتی نہیں ہیں، نہ ہی تربیت یافتہ ہیں اور نہ ہی زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ وہ پہاڑوں میں رہنے والے سادہ لوگ ہیں۔ جو اٹھ سال سے اپنے وطن اور عقیدے کے غاصبوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ انہیں علم نہیں کہ تاریخ کی ناگزیر قوتیں کیا ہوتی ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ کہ وہ خود اسے تاریخ کے صفحات پر رقم کر رہے ہیں۔

لبنیٰ: عزم جواں ہے

جہد آزادی پر جلسوں میں روشنی ڈالی اور روسی فوجوں سے افغانوں کے جہاد کو لازم قرار دیا۔ جہاد میں مجاہدین کے مثالی کردار اور ہر محاذ پہ روسی فوجوں پر فتح کی تعریف کی اور اپنے اخلاقی تفاوق کا یقین دلایا اور جہاد افغانستان کو ایک تاریخ ساز جہاد سے تشبیہہ دی۔ اور کہا کہ افغانستان کے جیالے فرزندوں نے دنیا کی ایک سوپر طاقت کو میدانِ جنگ میں ایسی شرمناک شکست دی جسے نہ صرف افغانستان کی تاریخ میں بلکہ دنیا کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

فارسی کا ایک شعر یاد آتا ہے

؎ خون ناحق از دامان قاتل بر نداشت
دیدہ ہاشمی لکہ ہائی دامن قصاب را

آج کل ساری دنیا میں افغان مسئلے پر جو گرما گرم بحث ہو رہی ہے یا اس کے لئے جو حل تلاش کیا جا رہا ہے وہ افغان عوام کی توقعات کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس مسئلے کا فیصلہ روس اور افغان مجاہدین کے آپس میں مل بیٹھنے ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ جب تک ان مذاکرات میں افغان مجاہدین کے حقیقی نمائندے جو ہمارے دل کی دھڑکن اور ہمارت امنگوں کے حقیقی ترجمان ہیں شامل نہ ہوں ہم کسی بھی فیصلے کو قبول نہیں کریں گے اور کسی کو یہ حق بھی نہیں دے سکتے کہ وہ ہمارے بارہ لاکھ شہیدوں کے خون کا سودا اپنے ذاتی مفاد کے لئے کرے۔

اگر واقعتاً روس افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانے میں مخلص ہے تو وہ فوراً بلا قید و شرط اپنی فوجیں افغانستان سے نکال لے۔ اسی میں اس کی بہتری ہے۔ روس جتنا اس مسئلے کو طول دیگا اتنا ہی اس کی تباہی کا باعث بنے گا اور اس کی سیاسی دستار دنیا کی آنکھوں میں گرتا رہے گا۔

افغانستان ایک آزاد، غیر جانبدار خود مختار اسلامی ملک تھا اور انشاء اللہ مستقبل میں بھی انہی حقائق کی روشنی میں باقی رہے گا۔

لبنیٰ: روس افغانستان سے

مختلف اوقات میں اپنے شرائط اور تجاویز پیش کر چکے ہیں۔ اب روس کی باری ہے کہ وہ اس سلسلے میں مزید عملی پیش قدمی کرتا ہے یا اپنے دعوؤں سے پھر جاتا ہے۔ جس حد تک مجاہدین کا تعلق ہے وہ افغان مسئلہ کے دو بنیادی عوامل روسی فوج کی افغان سرزمین پر موجودگی اور کابل میں کٹھ پتلی حکومت دونوں کے ازالے تک اپنا اسلحہ زمین پر رکھنے کے لئے تیار نہیں اور جہاد جاری رکھنے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں۔

جہادِ افغانستان کی حمایت ہمارا فرض ہے

بشکریہ ترجمان اسلام لاہور

قائد تحریک شریعت محدث کبیر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کا خصوصی پیغام،

موجودہ حالات میں عالم اسلام کا سب سے اہم و اقدم مسئلہ بیت المقدس کی بازیابی اور جہاد افغانستان ہے ملکی حالات، سرحدات کے خطرات اور برصغیر میں سیاسیات کے اعتبار سے جہاد افغانستان ملت اسلامیہ کی اعیاد و تجدد اور تحفظ کی ضمانت ہے۔ مجاہدین افغانستان اس وقت اپنے ملک کے تحفظ اور حریت افغانستان کی جنگ نہیں لڑ رہے بلکہ یہ پاکستان کے تحفظ اور عالم اسلام کے دفاع کی جنگ ہے۔ مسلسل سات سال تک افغان مجاہدین روسی درندوں اور خونخواروں سے جس پامردی، بلند ہمتی اور اولوالعزمی کی جنگ لڑ رہے ہیں اس سے پوری دنیا میں مسلمانوں کا نام اور کام روشن ہوا ہے۔

موجودہ حالات میں اہل پاکستان بالخصوص علماء اسلام اور جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ جہاد افغانستان کی پُر زور حمایت کریں۔ اسے اپنی بقا اور ملت کے تحفظ کی جنگ سمجھیں اور ہر ممکن حصہ لیں۔

جمعیۃ علماء اسلام نے جو جہاد کانفرنسوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے یہ ہر لحاظ سے مستحسن ہے اس سے ملک پھر سے مہاجرین اور مجاہدین کے خلاف جو کام کیا جا رہا ہے اور جو فضا بنائی جا رہی ہے وہ ختم ہوگی دشمنوں کے حوصلے پست ہوں گے حقیقت حال اور جہاد کی شرعی اہمیت سے اہل اسلام آگاہ ہوں گے ترجمان اسلام کی خصوصی اشاعت بھی ہر لحاظ سے قابل صد تبریک اور بروقت اقدام ہے۔ ترجمان اسلام کے کارکنوں انتظامیہ اور جمعیۃ کا یہ خصوصی فیصلہ ملکی سیاست پہ بھی دُور رس نتائج کا حامل ہوگا۔

میری دُعا ہے کہ باری تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے مستحسن اور قوم و ملت کے حق میں مفید اور صالح انقلاب کا ذریعہ بنائے آمین۔

جہادِ افغانستان فیصلہ کن مرحلہ میں

ذاھد الراشدی

افغان عوام کا جہادِ حریت سیاسی اور فوجی دونوں محاذوں پر فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ جہاد آزادی جو آج سے آٹھ نو برس پہلے چند سو سرفروشوں کے نعرۂ مستانہ کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ قربانی، ایثار اور جہد استقلال کے کٹھن مراحل سے گزرتا ہوا آج اس مرحلہ تک پہنچ چکا ہے کہ افغانستان کے اسّی فی صد علاقہ پر مجاہدین کا کنٹرول عملاً قائم ہو گیا ہے روس جیسی استعماری قوت اور عالمی طاقت کو افغان مجاہدین کے ہاتھوں ہزیمت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور وہ اب واپسی کے ارادہ کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنے بعد قائم ہونے والی حکومت کے بارے میں تحفظات کی تلاش میں ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایک سو تیئیس ممالک کی حمایت سے منظور ہونے والی قرارداد کے ذریعہ عالمی رائے عامہ نے افغان مجاہدین کی جدوجہد آزادی کی مکمل حمایت کر دی ہے اور وہ افغان زعماء جن کی جرأت قلندرانہ کو آج سے نو سال قبل عقل و دانش سے عاری اور خودکشی کے مترادف سمجھا جاتا

تھا۔ اب انہیں افغانستان کے مستقبل کے حکمران کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔

یہ سب کچھ افغانستان کے غیور علماء اور دیندار عوام کے اسی جذبہ و حوصلہ اور عزیمت و استقامت کا صلہ ہے جس کا اظہار انہوں نے روسی استعمار کے تسلط کے خلاف پورے جوش و خروش کے ساتھ کیا ہے اور نصف کروڑ کے لگ بھگ افراد کی جلاوطنی اور ڈیڑھ ملین کے قریب نفوس کی شہادت کے باوجود غیر ملکی استعمار کے تسلط کو قبول نہ کر کے انہوں نے ایک بار پھر واضح کر دیا ہے کہ حق، خلوص اور جہد استقلال کی طاقت آج بھی اس دنیا میں سب سے بڑی طاقت ہے۔ یہ وہ طاقت ہے جسے اس زمین و آسمان کے خالق و مالک کی پشت پناہی حاصل ہے یہ طاقت ناقابلِ شکست ہے۔ ناقابلِ انکار ہے اور اس کے ناقابلِ عبور ہونے پر غیور و جسور افغان عوام نے اپنے خون کے ساتھ ایک بار پھر مہر ثبت کر دی ہے

ہم دُعاگو ہیں کہ اللہ رب العزت افغان عوام کے جہادِ حریت کو اس کے منطقی نتیجہ تک پہنچائیں اور افغان مہاجر و مجاہدین کو ایک آزاد، خود مختار اور اسلامی افغانستان کی تعمیرِ نو کے ساتھ دنیائے اسلام کی راہنمائی کی توفیق عطا فرمائیں (آمین یا رب العالمین)

افغان مسئلے کے بارے میں جو بھی حل ہوگا۔ بہرحال وہ افغان عوام کی نمائندہ سات جماعتی اتحاد اسلامی کی تنظیم کے ذریعے ممکن ہوگا

امیر جمعیت اسلامی افغانستان

اہم گذارش

موجودہ دور میں کوئی مشن مالی وسائل کے بغیر آسانی سے کامرانی کے مراحل طے نہیں کر سکتا۔ ہمارے معزز قارئین اس امر سے آگاہ ہیں کہ جمعیت اسلامی افغانستان کی ثقافتی کمیٹی جہادی مشن کی روئیداد مختلف زبانوں میں شائع کرتی ہے اور اس غرض کے لیے کئی جرائد و مجلات اور رسائل بڑی تعداد میں اشاعت پذیر ہو کر عام قارئین کرام تک پہنچتے ہیں۔

اب تک ہم نے چندہ یا بدل اشتراک کی زحمت قارئین کرام کو نہیں دی۔ مگر اب شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ قارئین کے مالی تعاون کے بغیر ہماری راہ میں ناقابلِ عبور مشکلات حائل ہو جائیں گی۔ اس لیے التماس ہے کہ آپ ماہنامہ مشعل اور دیگر مجلات کا بدل اشتراک بھیج کر افغانستان کے مقدس جہاد میں حصہ دار بننے کے ساتھ ساتھ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی ماجور ہوں۔

بدل اشتراک

فی پرچہ	——	پانچ روپے
ششماہی	——	۳۰/- روپے
سالانہ	——	۶۰/- روپے
بیرونی ممالک۔ فی پرچہ	——	ایک ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸

مسلم کمرشل بینک، برانچ چارسدہ روڈ

پشاور۔ پاکستان

قسط ۲

تحریر: جناب سید ظہیر الحسن صاحب

خاتم النبیین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع الصفات و غیر مسلموں کا خراج عقیدت

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق نہ صرف مسلمان ہی عقیدت مندانہ اور نیاز مندانہ احساسات رکھتے ہیں۔ بلکہ غیر مسلم مشاہیر بھی آپؐ کے گوناگوں کارناموں سے متاثر ہیں اور انہوں نے مختلف عنوانات سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، آج کی فرصت میں چند غیر مسلم مشاہیر کے خیالات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔ کاش چشم بصیرت رکھنے والے بھائی بہن اسلام کی طرف رجوع ہو کر دین و دنیا کی سعادت حاصل کریں کہ بنی نوع انسان کی موجودہ پریشانیاں اور امن عالم کا مسئلہ بجز اسلام کے کسی اور نظریہ و نظام اور تحریک سے حل نہیں ہو سکتا۔

"پنڈت رام کنور چوبے، ایم۔ اے، ایم۔ آر۔ اے۔ ایس لکھتے ہیں،

"..... رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی غیر مسلم رعایا سے جس قسم کا برتاؤ کرتے تھے اس پر واقعات ذیل سے بخوبی روشنی پڑتی ہے۔

مدینہ منورہ کے پاس ایک مقام خیبر ہے۔ جہاں کے باشندے یہودی (غیر مسلم) تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے گوشت میں زہر ملا کر آپؐ کو کھانا پیش کیا۔ جب معلوم ہو گیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ تو ان لوگوں کو بلا کر دریافت کیا اور انہوں نے اقرار کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تحمل کو دیکھئے کہ اس کے باوجود کہ ان لوگوں نے آپؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور وہ مشرک بھی تھے۔ مگر آپؐ نے انہیں معاف کر دیا اور انتقام کا خیال بھی دل میں نہ آنے دیا، غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ جب قصوراً مشرکوں تک آپؐ درگزر فرماتے تھے اور ان سے سختی کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ تو کسی بے قصور مشرک پر سختی کرنی آپؐ کے نزدیک کیسے جائز ہو سکتی تھی؟ ....."

"پنڈت بھگت داس سائیں لکھتے ہیں۔

"..... سری رام چندر جی مہاراج بھگوان کرشن، گورونانک دیوجی، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ یہ سب روحانی بادشاہ تھے۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ ان میں ایک روحانی شہنشاہ بھی تھے۔ جن کا مقدس نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا اور جن کی مقدس زندگی کے متعلق کچھ کہنا بیحد مشکل ہے۔ اس میں شک نہیں ہے۔ کہ ہر ایک ریفارمر نے آکر دنیا میں بہت کچھ کیا ہے مگر حضرت محمدؐ نے دنیا پر اس قدر احسانات کئے ہیں۔ جن کی مثال نہیں مل سکتی....."

ایڈیٹر رسالہ "سنت آپریشن" کہتے ہیں۔

"..... عام خیال یہ ہے کہ اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا ہے۔ مگر ہم اس رائے سے موافقت نہیں کر سکتے کیونکہ زبردستی کی وجہ سے جو چیز کسی ظالم کو دی جاتی ہے وہ جلد ہی ظالم سے واپس بھی لے لی جاتی ہے۔ اگر اسلام کی اشاعت ظلم و جبر کے ساتھ ہوتی تو آج اسلام کا نام و نشان بھی نہ ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام دن بدن ترقی کر رہا ہے۔

کیوں؟ اس لئے کہ بانی اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں روحانیت تھی، بنی نوع انسان کے لئے پریم تھا، آپؐ کے اندر محبت اور رحم کا پاک جذبہ تھا اور نیک خیال کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔"

بابو برج بہاری لال نے لکھا ہے۔

"..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناواقفیت یا شرارت سے یہ کہنا کہ "آپؐ کی تعلیم قتل و خون ریزی کی تھی" قطعاً غلط ہے اور خلاف واقعہ ہے۔ جس شخص کا دل ننھے ننھے بچوں کے اونے سے بیقرار و بے چین ہو جائے۔ جو ہزاروں گالیاں سن کر بھی اپنی نگاہ نیچی رکھے اور کعبہ کے فتح کے دن صبر و تحمل اور رحم و رواداری کا وہ بے مثل مظاہرہ کرے کہ جس کی نظیر نہ تین عالم کی پوری تاریخ میں نہ مل سکے۔ یعنی اپنے بدترین دشمنوں کو بھی قابو حاصل ہونے کے بعد معاف کر دیا۔ جو ظلم و تعدی کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرے۔ سب کچھ غریبوں اور مفلسوں پر نچھاور کر دے۔ جو خود اپنے ہاتھوں سے غیر مسلموں کی خدمت گزاری کرے اور ان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے، غیر مسلموں کے وفود اور سفیروں کا استقبال کرے اور اپنی مسجد میں ایک غیر مسلم کی پھیلائی ہوئی گندگی اور نجاست کو اپنے برگزیدہ ہاتھوں سے صاف کرنے میں بھی دریغ نہ کرے کیا ان کی شان میں ایسا کہا جا سکتا ہے.....؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہمیشہ یہ رہی کہ جو فعل کیا جائے وہ خلوص اور سچائی سے کیا جائے۔ آپؐ کی تعلیم کا مقصد بنی نوع انسان کی خدمت گزاری ہے....."

• قرآن حکیم کے متعلق بابا گورونانک فرماتے ہیں:

"..... ہندوؤں اور مسلمانوں نے تورات، انجیل، زبور اور وید بہت سی کتابیں دیکھ لیں۔ مگر مقصد ہاتھ نہ آیا۔ البتہ مقصد قرآن پاک میں ہدایت کی صورت میں ملا ہے۔ نماز، روزہ اور دوسرے اعمال کے بغیر دوزخ ملے گی۔" (گرنتھ باوا صاحب)

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"..... پوجا پاٹ کام نہیں دے سکتا۔ چھوت چھات کا مسئلہ بھی ناکارہ ہوا۔ جنیو بھی کسی کام نہ آیا اشنان کا کرنا اور ماتھے پر تلک لگانا بھی کچھ کام نہ آئے گا۔ ہاں اس زمانے میں اگر کوئی کتاب کام آئے تو صرف وہ قرآن مجید ہے۔ جس کے سامنے دیگر پوتھیوں، پنڈت پرانوں کی باتیں کچھ نہیں۔"

(گرنتھ باوا صاحب)

بھائی گوردا س جی فرماتے ہیں۔

"..... حضرت بابا گورونانک بغداد شریف گئے اور باہر ڈیرہ لگایا اس وقت ان کے ساتھی بھائی مردانہ بھی تھے۔ وہاں انہوں نے پیاری اور سریلی آواز میں اذان دی اور نماز پڑھی۔ اذان اور نماز ایسی تھی کہ لوگ اس کو سن کر اور دیکھ کر حیران و ششدر ہو گئے۔"

نماز کے متعلق فرماتے ہیں۔

"..... اے فرید! بے نمازی، کتے کی طرح نجس ہے۔ کہ وہ مسجد نہیں جاتا۔ اگر بے نمازی نجس کتا نہ ہوتا تو مسجد میں ضرور آتا جاتا۔ پس فرید! تو صبح جلد اُٹھ کر وضو کر کے مسجد میں جا اور نماز ادا کر۔ یاد رکھ! جو سر اپنے مالک کے سامنے سجدے میں نہیں گرتا وہ سر تو کاٹ دینے کے لائق ہے۔ وہ سر جو خدا کے سامنے نہیں جھکتا۔ آخر کس مصرف کا ہے؟ ایسے سر کو تو کاٹ کر آگ میں جلا دینا چاہیئے۔"

بابا گورونانک صاحب ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"..... ان لوگوں پر لعنت ہو جو نماز کو چھوڑ بیٹھتے ہیں انہوں نے تھوڑی بہت اور دوسری نیکیاں جو کمائی تھیں ان کو بھی ترکِ نماز کی بدولت اپنے ہی ہاتھوں سے ضائع کرتے چلے جا رہے ہیں..."

زادِ آخرت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"..... پانچ وقت نماز ادا کر کے زادِ آخرت جمع کر لو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو آخرت میں خوار و رسوا ہو جاؤ گے۔"

بھاگوت میں لکھا ہے۔

"..... جگت گورو (سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کے والد کا نام وشنو بھگت (عبداللہ) اور ماں کا نام سومتی (یعنی حضرت آمنہ) رہے گا اور پیدائش کی تاریخ ۱۲ بیساکھ پیر کے دن، دوگھڑی دن چڑھے پر جگت گورو پیدا ہوں گے اور باپ کا پہلے انتقال ہو گا۔ ماں کا بعد میں۔ جگت گورو (سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم) شاملی زیب کی رانی (ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا) سے شادی کریں گے اس شادی میں چچا (حضرت ابوطالب) اور تین بھائی (حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت علیؓ) شریک ہیں گے ایک غار (غارِ حرا) میں پرسرام (حضرت

جبرائیل (یعنی) سے تعلیم پائیں گے۔ اور جب بستی میں آ کر تبلیغ فرمائیں گے۔ تو لوگ تکلیفیں دیں گے۔ تکلیفوں ہی کے عالم میں شمالی پہاڑوں (مدینہ طیبہ کی سمت) چلے جائیں گے اور وہاں سے پھر اسی بستی کو لوٹ آئیں گے۔ وہ بستی اور پھر سارا ملک فتح ہو جائے گا۔

جگت گرو (سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک گھوڑا ہوگا جو ہوا سے تیز چلے گا۔ اس پر سوار ہو کر آپ کل زمین کی اور ساتوں آسمانوں کی سیر کریں گے۔"

بیروت کے مسیحی اخبار الوطن نے ۱۹۱۱ء میں لاکھوں عرب عیسائیوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا تھا کہ دنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہے؟ اس کے جواب میں ایک عیسائی عالم داؤد مچانے لکھا۔

"دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئی فلسفہ ایک نئی شریعت ایک نئی تمدن کی بنیاد رکھی جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم اور ایک نئی طویل العمر سلطنت قائم کر دی۔ لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود وہ اُمّی اور ناخواندہ تھا وہ کون؟ محمد بن عبداللہ قریش عرب اور اسلام کا پیغمبر۔ اس پیغمبر نے اپنے عظیم الشان تحریک کی ہر ضرورت کو خود ہی پورا کر دیا اور اپنی قوم اور اپنے پیروؤں کے لئے اور اس سلطنت کے لئے جس کو اس نے قائم کیا ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مہیا کر دیئے۔ اس طرح کہ قرآن اور احادیث کی اندر وہ تمام ہدایات موجود ہیں جن کی ضرورت ایک مسلمان کو اس کے دینی و دنیاوی معاملات میں پیش آ سکتی ہے۔

دنیا کے مفکرین و مدبرین، سیاسی لیڈروں اور مذہبی راہنماؤں کے یہ تمام بیانات آپ نے غور سے پڑھے اندازہ کیجئے کہ اللہ تعالےٰ کے مقدس و برگزیدہ رسول، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و برگزیدگی، تقدس و فضیلت اور اخلاق کریمانہ کا کس کس انداز میں اظہار کیا گیا ہے۔

یہ اظہار ان لوگوں کی جانب سے نہیں ہے۔ جو خود کو حلقہ بگوش اسلام کہتے ہیں، اور سرکار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔ یہ اظہار عقیدت جو درحقیقت اظہار حق و اعلان صداقت ہے۔ ان لوگوں کی جانب سے ہے جو خود کو اصطلاحی اعتبار سے "مسلمان" نہیں کہتے۔ لیکن زور صداقت اور حق کی قوت دیکھئے کہ کس طرح وہ اُن دلوں پہ بھی طاری ہو جاتا ہے۔ جو خود کو اس کا معتقد و متبع نہ سمجھتے ہوں۔ اور ایک جذبۂ بے اختیار ان کی زبانوں پر جاری ہو جاتا ہے۔ کہ وہ حق کو "حق" ہی کہیں اور اس کی طاقت سے انکار نہ کر سکیں اور یہ سب کچھ ہونا ضروری ہے کہ اللہ رب العزۃ نے قرآن حکیم میں اعلان فرمایا ہے۔ کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا ہے) اور اس اعلان کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہر شخص اس صداقت کا اقرار کرے جسے اللہ تعالےٰ نے ابدی صداقت قرار دیا ہے۔ اور جو کچھ آپ نے پڑھا اور جن مفکرین و مدبرین کی آراء آپ نے ملاحظہ کی ہیں۔ وہ اللہ رب العزّت کے اس ارشاد کی ایک تصدیق ہے صدق اللہ مولانا العظیم وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر مجاہدین دعا کریں گے تو دعا قبول ہوگی، بخشش مانگیں گے تو بخشش دیئے جائیں گے

یہ دعا اور بخشش خواہ اپنے لئے کریں یا دوسرے مسلمانوں کے لئے۔ (ابن ماجہ)

افغان مہاجرین دھماکوں اور تخریب کاری سے تعلق نہیں

ڈاکٹر محمد یوسف

یہ کہنا درست نہیں کہ افغان مہاجرین کی پاکستان میں آمد کے ساتھ ہی تخریب کاری خاص زور پر ہوں کے دھماکے شروع ہو گئے تھے اس لئے کہ افغان مہاجرین کی آمد سے پہلے بھی ملک کے بعض حصوں میں تخریب کاری کی وارداتیں ہوتی رہی ہیں۔ بموں کے دھماکے بھی ہوتے رہے یہاں تک کہ بعض حکومت مخالف عناصر کا حکومت کے ساتھ تصادم بھی ہوا۔

پی پی پی کے دور میں بلوچستان میں نیپ کی حکومت کے خاتمے اور صوبہ سرحد میں نیپ اور جمعیت عملاً اسلام کی مخلوط حکومت کے مستعفی ہونے پر جو کچھ ہوا اس میں تخریب کاری کا عنصر بھی شامل تھا۔

بلوچستان سے ترک وطن کر کے افغانستان چلے جانے والے بعض بلوچ قبائل نے حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور فوجی ایکشن تک نوبت پہنچی۔ کچھ ایسی ہی صورت حال فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے دور حکومت میں بھی اس وقت پیدا ہوئی تھی جب ایران کے ساتھ سرحدوں کی نشاندہی کے موقع پر بلوچستان کا ایک بڑا حصہ ایران کے حوالے کر دیا گیا تھا۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تخریب کاری کے واقعات کو صرف افغان مہاجرین کی آمد سے منسوب کرنا درست نہیں۔ البتہ افغان مہاجرین کی روپ میں روسی اور افغان ایجنٹوں نے اب اپنی کارروائیاں اس لئے تیز تر کر دی ہیں تاکہ افغان تنازعہ روسی شرائط کے مطابق حل کرانے کے لئے حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالا جائے اور مقامی آبادی اور افغان مہاجرین کے درمیان نفرت اور اختلافات پیدا کر کے ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا کیا جائے

ملک کے کسی حصہ میں جب بھی تخریب کاری کی کوئی بڑی واردات ہوتی ہے۔ کہیں بموں کے دھماکے ہوتے ہیں۔ تو بعض روسی عناصر فوراً افغان مہاجرین کو ہدف تنقید بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی ہر بات کی تان اس پر آکر ٹوٹتی ہے کہ افغان مہاجرین کو کیمپوں تک محدود کیا جائے یا انہیں ملک سے نکالا جائے۔

افغان مہاجرین پر طرح طرح کی الزام تراشی کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ ایک عام سمجھ بوجھ کی بات ہے کہ وہ افغان مہاجرین جنہیں پاکستان میں پناہ دی گئی ہے۔ جن کی خاطر حکومت اپنے وسائل سے ایک کروڑ روپے روزانہ خرچ کرتی ہے ان سے یہ کیسے توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی پناہ گاہ کو تباہ کرنے پر تل جائیں۔

پاکستان میں صرف صوبہ سرحد میں افغان مہاجرین کی تعداد ۲۲ لاکھ سے زائد ہے لیکن یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں مہاجرین کی موجودگی کے باوجود جرائم کی کوئی ایسی وارادات نہیں ہوتی۔ جس میں کوئی افغان مہاجر ملوث پایا گیا ہو۔

البتہ افغان مہاجرین کے روپ میں روسی اور کابل کے ایجنٹ ضرور تخریب کاری میں مصروف رہے ہیں۔ لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ تخریب کاری اور منشیات کی سمگلنگ میں مصروف روسی اور کابل ایجنٹوں کی نشاندہی جب افغان مہاجرین نے کی تو انتظامیہ کے اہل کاروں نے اکثر و بیشتر انہیں قانون کی گرفت میں لانے میں حد درجہ تساہل کا مظاہرہ کیا بلکہ ایسے واقعات بھی موجود ہیں کہ انہیں رشوت لے کر چھوڑ دیا گیا۔ اس سلسلے میں حکومت کے مسلسل نرم رویے نے بھی تخریب کاروں کی حوصلہ افزائی کی اگر روسی ایجنٹوں کو کھلے عام عبرتناک سزائیں دی جائیں تو یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے۔ کہ تخریب کاری کی وارداتوں میں اضافہ نہ ہوتا افغان مہاجرین تنظیموں نے ہمیشہ اس مسئلہ پر حکومت سے بھرپور تعاون پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ ان کے لئے روسی ایجنٹوں کا سراغ لگانا حکومت پاکستان کی نسبت زیادہ آسان ہے۔

افغان مُجاہد

جاں باز و جہاں بان ہے افغان مجاہد
آزادی کا عنوان ہے افغان مجاہد
یہ عظمتِ کردار کا تابندہ نگیں ہے
اسلاف کی یہ عزّت و حرمت کا امیں ہے
ہاں اس کے مقدّر میں لکھی فتح مبیں ہے
چڑھتا ہوا طوفان ہے افغان مجاہد
آزادی کا عنوان ہے افغان مجاہد

ہوا من تو یہ مہر و محبت کی ہے تصویر
جنگاہ میں یہ خالد و حیدر کی ہے شمشیر
فی الاصل ہے یہ آیۂ قرآن کی تفسیر
اللہ کی برہان ہے افغان مجاہد
آزادی کا عنوان ہے افغان مجاہد

تو آنکھ اٹھا جانبِ میدانِ وغا دیکھ
ہر سمت بپا معرکۂ کرب و بلا دیکھ
مردانِ وفاکیش کے اندازِ وفا دیکھ
کیا خوب مسلمان ہے افغان مجاہد — آزادی کا عنوان ہے افغان مجاہد

افغانستان

اے سہانی وادیوں کے اے شہیدوں کے وطن
اے چراغِ عالمِ اسلام کی رنگین کرن
روسیہ نے کر دیا ہے چاک تیرا پیرہن
اے سہانی وادیوں کے اے شہیدوں کے وطن

گود میں تیری پلے تھے فاتحانِ ذی وقار
جن کی تلواریں رہیں ہندوستاں میں شعلہ بار
کیا ہوئے وہ شیرِ افغاں کیا ہوا عہدِ کہن
اے سہانی وادیوں کے اے شہیدوں کے وطن

جانتا ہوں تو حصارِ غم میں ہے، مجبور ہے
کابل و قندہار و غزنی پر شبِ دیجور ہے
آہ! اب آتش بداماں ہیں ترے کوہ و دمن
اے سہانی وادیوں کے اے شہیدوں کے وطن

تیرے چرواہے ترے کہسار میں دلشاد تھے
غزنی و غوری کے بیٹے آج تک آزاد تھے
اشتراکی رُوس نے پہنا دیا، ان کو کفن
اے سہانی وادیوں کے اے شہیدوں کے وطن

افغان مجاہدین سے خطاب

عامر صدیقی

سینوں میں لے کے دولتِ ایماں بڑھے چلو
سر پر اٹھائے مشعلِ قرآں بڑھے چلو
صحرا میں مثلِ شیر نیستاں بڑھے چلو
ساحل کی سمت صورتِ طوفاں بڑھے چلو
اے پاسبانِ غیرتِ افغان بڑھے چلو

تم کو پکارتے ہیں بخارا و تاشقند
ان وادیوں میں پھر ہو صدائے اذاں بلند
نرغے سے بھیڑیوں کے چھڑا لاؤ گوسفند
تم کو دعائیں دیتا ہے ہر قلبِ دردمند
ظلمت کدوں میں کرنے چراغاں بڑھے چلو

دشمن نے کیوں تمہارے وطن تک قدم بڑھائے
اس جرم کی سزا وہ اب اچھی طرح سے پائے
اب بچ کے کوئی دشمنِ ایماں نہ جانے پائے
دنیا کو پھر سے قصۂ افرنگ یاد آئے
افسانہ مانگتا ہے پھر عنواں بڑھے چلو

پھر داستانِ عشق لکھی جا رہی ہے آج
تاریخ اپنے آپ کو دُہرا رہی ہے آج
تیموریوں کی فوج کدھر جا رہی ہے آج
نالوں کی ہاسکو سے صدا آ رہی ہے آج
دل میں اٹھائے شورشِ طوفاں بڑھے چلو

ظالم کو تم نے ظلم کا اچھا صلہ دیا
جو سر بلند کہتا ہے وہ سر جھکا دیا
ذرّوں کو آفتاب کا ہمسر بنا دیا
صحرا میں اپنے خوں سے گلستاں کھلا دیا
کہتا ہے تم سے اب یہ گلستاں بڑھے چلو

شامل کی تم عزیمت و جرأت کے ہوا میں
محمود غزنوی کی شجاعت کے ہوا میں
سلجوقیوں کی شوکت و حشمت کے ہوا میں
آئینِ مصطفیٰؐ کی صداقت کے ہوا میں
اللہ ہے تمہارا نگہباں بڑھے چلو

یہ جو تمہارے سامنے کچھ کوہسار ہیں
یہ سب تمہارے عزم کے آئینہ دار ہیں
کوئی غنیم آئے تو یہ جاں نثار ہیں
افسانے ان کے آج بھی کچھ یادگار ہیں
نرغے میں ان کے آگئے شیطان بڑھے چلو

عامرؔ ہے آرزو کہ ثمرقند جائیے
گنبد میں جا کے پندِ نظامی سنائیے
پہلی سی پھر بہار بخارا پہ لائیے
اس خاک کو پھر آنکھ کا سرمہ بنائیے
ہیں منتظر مساجد ویراں بڑھے چلو

افسوسناک بات یہ ہے کہ تخریب کاری کے سلسلہ میں حکومت کی خفیہ ایجنسیوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی بھی زیادہ موثر ثابت نہیں ہو سکی۔ اگر یہ ایجنسیاں افغان مہاجرین کی ان تنظیموں کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان کے ذریعے افغان ایجنٹوں کا سراغ لگائیں تو یقیناً تخریب کاری پر قابو پانا بہت آسان ہو جاتا اور اگر ان تخریب کاروں کو افغان مہاجرین کے سپرد کر دیا جاتا کہ وہ اپنے قبائلی قوانین کے مطابق ان سے سلوک کریں۔ تو حکومت کو ایک مستقل دردِ سر سے نجات حاصل ہو جاتی۔ جہاں تک حکومت کی ایجنسیوں کی ناقص کارکردگی کا تعلق ہے حال ہی میں اسلام آباد میں بموں کے تین دھماکے ہوئے ان دھماکوں کے بعد وفاقی وزیر داخلہ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ یہ بات حکومت کے علم میں تھی کہ تخریب کاری کی واردات ہوگی۔ لیکن اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ وارداتیں کہاں ہوگی؟

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وفاقی وزیر داخلہ نے یہ بیان تخریب کاروں کا سراغ لگانے میں اپنی ناکامی کو چھپانے کے لئے دیا ہے۔ اس لئے کہ اب تک تخریب کاری کے بیشتر واقعات میں ملوث ملزمان کا سراغ نہیں لگایا جا سکا اور خصوصی عدالتوں کے قیام سے قبل ان دارداتوں میں ملوث افراد کے ساتھ بڑا نرم سلوک ہوتا رہا۔ اگر حکومت تخریب کاری کے مجرموں کو عبرت ناک سزا دیتی یا کم از کم وہ خصوصی عدالتیں جو چند ماہ پہلے قائم کی گئی ہیں۔ تخریب کاری کے واقعات میں اضافے کے ساتھ ہی قائم کر دی جاتیں تو ان واقعات پر قابو پانا آسان ہو جاتا اور یوں حکومت ان دارداتوں کا سراغ لگانے میں ناکامی کی شرمندگی سے بھی بچ جاتی۔ پاکستان کے وزیر داخلہ کا یہ کہنا بھی بڑی ناقابلِ فہم بات ہے۔ کہ حکومت نے تخریب کاری میں ملوث ملزمان کو سنگین اور عبرت ناک سزائیں دی ہیں لیکن وہ ان سزاؤں کی تشہیر کرنا نہیں چاہتے۔ وزیر داخلہ کے یہ الفاظ ہر غیب وطن پاکستانی کے لئے حیرت و استعجاب کا باعث ہیں۔ کیا ملک کی آزادی، سلامتی، بقاء اور سالمیت سے بھی زیادہ کوئی اور ایسا پہلو ہو سکتا ہے جسے اخفاء میں رکھنا اتنا ہی ضروری ہے کہ عوام کو اس سے آگاہ نہ کیا جائے۔

وہ غیر ملکی ایجنٹ جو عوام میں خوف و ہراس پیدا کر کے انہیں ملک کے مستقبل سے مایوس کر رہے ہیں جو بے گناہ انسانوں کا خون بہا رہے ہیں اور حکومت کے حفاظتی اقدامات میں دراڑیں پیدا کر رہے ہیں جو مقامی آبادی اور افغان مہاجرین میں شکوک و شبہات اور غلط فہمیاں پیدا کرنے میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ جنہیں پاکستان کے اندر بھی بعض ایسے وطن دشمن عناصر کی حمایت حاصل ہے۔ جنہوں نے تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کی مخالفت کرنے کے بعد آج تک اس ملک کو دل سے تسلیم نہیں کیا اور جو پاکستان اور اسلام کا مذاق اڑانے میں مصروف ہیں۔ کیا ایسے عناصر اس قابل نہیں کہ ان کے جرائم کی تشہیر کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ایسی سنگین سزائیں دی جائیں جو دوسرے کے لئے عبرت کا سامان ثابت ہوں۔ کچھ ہی حال منشیات خاص طور پر ہیروئن کی سمگلنگ کا ہے۔ اس مہلک نشے کے پاکستان میں فروغ کا مقصد پاکستان کی نئی اور نوجوان نسل کو مفلوج بنانا ہے تاکہ ملک ایسے نوجوانوں سے محروم ہو جائے جو وطن کی بقاء و سلامتی اور دفاع کے لئے فرنٹ لائن کا کام دیتے ہیں۔

منشیات کی تیاری اور سمگلنگ اس لئے زوروں پر ہے کہ حکومت نے آج تک اس سمگلنگ میں ملوث کسی بڑے اور رؤسا شخص کو نہیں پکڑا اور نہ ہی کسی کو اس جرم کی مناسب سزا دی ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ افغان مہاجرین کی آمد کے باعث ہیروئن کی تیاری اور سمگلنگ میں اضافہ ہوا ہے امر واقعہ یہ ہے کہ ایران میں منشیات کی سمگلنگ پر سزائے موت دی جاتی ہے اس لئے اب سمگلروں نے پاکستان کا راستہ اختیار کر لیا ہے نیز اس میں بعض بااثر مقامی افراد ملوث ہیں بلکہ ایک بین الاقوامی سروے رپورٹ کے مطابق جو حکومت پاکستان کو بھجوائی گئی ہے اس دھندے میں نارکوٹکس کنٹرولر کے شعبہ کے بعض ذمہ دار افراد کو بھی ملوث قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ منشیات کی سمگلنگ میں اضافہ بھی افغان مہاجرین کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ قانون کی نرمی اور حکومت کے خفیہ اداروں اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کی غیر موثر اور ناقص کارکردگی نے تخریب کاروں اور منشیات کے سمگلروں کو کھل کھیلنے کا موقع دیا ہے۔

مجاہد کی نیکی
کا ثواب
سات سو گنا ہے۔
(مسند بزار)

ڈاکٹر عبداللہ شمس

افغان عوام اور سپر پاورز

آج دنیا بھر میں یہ اصول امر الزام کے طور پر مانا جاتا ہے کہ کسی بھی ملک پر حکومت کرنے کا حق اس کے عوام کو حاصل ہے۔ قوموں کی عالمی برادری کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق حق خود ارادیت ہر ملک کے باشندوں کا بنیادی حق ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں موجود انسانوں کی مرضی ہے کہ وہ اپنے معاملات اپنے طور پر طے کریں۔ نیز اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق ہر مملکت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے معاملات اپنی پسند کے نظام کے تحت چلا سکتی ہے۔ اسی اصول کے تحت بیرونی دباؤ دھمکیاں اور ریاست کے اندرونی معاملات میں مداخلت جیسے تمام طریقے ناجائز قرار پاتے ہیں۔ اسی سلسلے میں سب سے ناپسندیدہ صورت کسی آزاد اور غیر جانبدار ملک میں فوجی مداخلت ہے۔

افغانستان میں روس کی بلا جواز فوجی مداخلت مسلمہ بین الاقوامی اصولوں کی کھلی خلاف ورزی۔ افغانستان کے نہتے عوام نے اس کھلی غنڈہ گردی کو قبول نہیں کیا اور نتائج کی پروا کئے بغیر ایک سپر پاور سے ٹکر لے لی۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ دنیا کے بے شمار باشندے افغانستان کو بطور ملک بھی نہیں جانتے تھے۔ افغان عوام نے آزادی کی جدوجہد شروع کر ڈالی۔ اس موقع پر ان حریت پسند عوام کے لئے کسی بیرونی امداد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ ان لوگوں کا بیرونی دنیا سے کوئی رابطہ نہیں تھا کئی سال تک یہ لوگ روسیوں سے چھینے ہوئے اسلحے سے ہی ان کی راہ میں دیوار بنے رہے۔ افغان مسلمانوں نے بے سروسامانی کے باوجود جس پامردی سے دنیا کے جھلک ترین ہتھیاروں کا مقابلہ کیا۔ اس سے دنیا کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ ان بے سروسامان لوگوں نے جنگ کے تمام مروجہ قوانین کے برعکس ایسی گوریلا جنگ لڑی کہ دنیا کی بڑی جنگی طاقتیں بھی حیران رہ گئیں افغان عوام نے اپنی لازوال قربانیوں سے ثابت کر دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو غلام بنا کر نہیں رکھ سکتی۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے ایک اور سپر طاقت نے مجاہدین کے لئے امداد کا جال بچھایا۔ امریکہ کا منصوبہ یہ تھا کہ افغان عوام کو مصیبت کے وقت تھوڑی بہت امداد دے کر اپنا ہمنوا بنا لیا جائے۔ ظاہر ہے مصیبت کے وقت کسی کی مدد کی جائے تو اس کے بارے میں اچھے جذبات تو پیدا ہی ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کا اصل پلان یہ تھا کہ افغان عوام کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان پر اپنی پالیسیاں مسلط کر دی جائیں اور جہاد کی کامیابی کی صورت میں افغانستان پر اپنی مرضی کا نظام نافذ کر دیا جائے۔ اس منصوبے کے تحت مغربی دنیا کے بارے میں اچھے جذبات پیدا کرنے کے لئے عیسائی مشنری ادارے افغانستان کے اندر اور جہاد کے کیمپوں میں سرگرم عمل ہو گئے۔ ستر سے زائد مشنریوں کے تحت بے شمار ڈاکٹر اور سماجی کارکن گروپوں کی صورت میں افغانستان کے اندر اس مقصد کے لئے مسلسل دورے کرتے رہے ہیں اس ساری کاوش کا مقصد یہ تھا، کہ افغان عوام کو اپنا ہمنوا بنا لیا جائے۔ اور پھر روس کے ساتھ "کچھ لو اور کچھ دو" کے اصول کے تحت معاہدہ کر لیا جائے جب مجاہدین کی جدوجہد کے نتیجے میں روس اپنی فوجیں نکالنے پر مجبور ہو جائے۔ تو افغانستان میں اپنے کسی پٹھو کی حکومت قائم کر دی جائے۔

اس مقصد کے لئے اٹلی میں بیٹھے ہوئے سابق شاہ کو ڈھونڈا گیا۔ اور ایک مہم کی صورت میں یہ کوشش کی گئی کہ اس کو افغان عوام کا نمائندہ بنا کر پیش کیا جائے۔ مشہور امریکی صنعتکار مسٹر ہمپر نے اس سلسلے میں ماسکو اور کابل کا دورہ کیا اور پاکستان میں آ کر افغان عوام کو بھی سابق شاہ کے بارے میں اعتماد میں لینے کی کوشش کی جس میں مذکورہ امریکی سرمایہ دار کو کوئی

کامیابی نہیں ہوئی۔

روس کے لئے اس سے اچھی صورت کیا ہو سکتی تھی کہ مجاہدین کے بجائے کوئی اور اس کی فوجوں کے انخلاء کے بعد حکومت بنائے۔ اس لئے وہ بھی امریکہ کی اس کوشش میں شریک ہو گیا۔ امریکہ کے بعد روسی نمائندوں نے بھی سابق شاہ سے معاملات طے کرنے کی کوشش کی۔ اور وہی روس جس کے حامیوں نے جمہوریت کا نام لے کر شاہ کا تختہ الٹا تھا آج دوبارہ اسی شاہ کو تخت حوالے کرنے کو تیار ہو گیا۔ اس سارے پروگرام کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ افغان عوام پر ان کی مرضی کے برخلاف کوئی حل مسلط کر دیا جائے۔

روس امریکہ سربراہی کانفرنس کے موقع پر مسئلہ افغانستان کے بارے میں جس قسم کی اطلاعات آئی ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دونوں سپر طاقتوں کا مذکورہ بالا نکتہ پر اتفاق رائے ہو چکا ہے۔ جس کا واضح ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ سربراہی کانفرنس سے چند ہی روز بعد اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی برائے افغانستان جناب ڈیگو کارڈوویز نے سابق شاہ سے خفیہ ملاقاتیں کی ہیں اور ابھی تک ان ملاقاتوں کی تفصیل منظر عام پر نہیں آئی

لگتا یوں ہے کہ اب یہ مہم ایک بار پھر زور و شور سے چلائی جانے والی ہے کہ مجاہدین کے بجائے اقتدار کسی اور کے سپرد کیا جائے۔ لیکن چونکہ سپر طاقتوں کو افغان عوام کے جذبات کا اندازہ ہے۔ اس لئے ابھی

ایک زخمی مجاہد کی مرہم پٹی کی جا رہی ہے۔

سابق شاہ کو ہیرو کے طور پر سامنے نہیں لایا جا رہا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو سربراہی کانفرنس مسئلہ افغانستان کے حل میں ناکام رہی ہے۔ اور پاکستان اور افغانستان کے عوام کو اس کے نتائج سے مایوسی ہوئی ہے۔

بقیہ: حسرت

نہ ہی ناصر۔ جب تک تم نہیں آؤ گے میں آنکھیں بند نہیں کروں گی۔ اگلی صبح میں نے گاؤں کا رُخ کیا۔ گاؤں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ناصر کی والدہ شدید بیمار ہے اور اپنی زندگی کے آخری دن گزار رہی ہے۔

میں فوراً اس کے گھر پہنچا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ بول اٹھی۔ اچھا ہوا میرا ایک بیٹا تو آ ہی گیا۔ مجھے تمہارا اور ناصر کا انتظار تھا۔ میں یہ باتیں سنتا خاموش کھڑا تھا۔ اسی خاتون کی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے اور میرا ہاتھ تھامے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھے دیکھتے کہہ رہی تھی۔ کہ بیٹا! شہر جاکر میری دعاؤں کا تحفہ میرے بیٹے ناصر تک ضرور پہنچانا اور کہنا کہ میں آخرت میں تم سے ملوں گی

یہ کہہ کر اس نے اپنی آنکھیں بند کر دیں اور ہمیشہ کے لئے اس دارِفانی سے کوچ کر گئی۔

جہاد میں جس قدم کو غبار لگ جائے گا
اس کو آگ نہ چھوئے گی (بخاری)

تحریر: عبدالحبیب "ہمدرد"

حسرت

ایک دلیر مجاہد افغان خاتون کے درد بھری داستان۔ ایک مجاہد کی زبانی ہم اس شمارے میں اپنے معزز قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

یہ ۲۶ جون ۱۹۸۰ء کا دن تھا مجھے اپنے ایک قریبی دوست کی طرف سے یہ کام سونپا گیا کہ میں (.... گاؤں) جو شہر سے تقریباً ۴۰ کیلومیٹر دور ہے جا کر وہاں ناصر نامی شخص کی والدہ کو تلاش کر کے اسے اس کے بیٹے ناصر کی خیریت سے آگاہ کروں۔

ناصر جو ایک دن سودا سلف خریدنے بازار گیا تھا فوجیوں نے تلاشی کی مہم کے دوران گرفتار کر کے اسے زبردستی فوج میں بھرتی کر دیا تھا۔ اس کے گھر والے اس کے لاپتہ ہونے سے بے حد پریشان تھے۔

گاؤں کا تو مجھے پتہ مل چکا تھا مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ ناصر کا گھر گاؤں کے کس حصے میں واقع ہے۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ میں نے سوچا دن کے بجائے رات کی ٹھنڈک میں سفر کروں۔ ساری رات سفر کرتا ہوا صبح سویرے گاؤں پہنچ گیا وہاں ایک چرواہے کو دیکھا جو اپنے مویشیوں کو ہانکتے ہوئے گاؤں سے صحرا کی جانب جا رہا تھا۔ میں نے چرواہے سے۔ ناصر کی مکان کا پتہ پوچھا اور اس کی نشاندہی پر سیدھا اس کے گھر پہنچا۔ مکان کی چھت پر ایک خاتون بیٹھی دور دور خلاؤں میں یوں گھور رہی تھی۔ جیسے کسی کھوئی ہوئی چیز کو ڈھونڈ رہی ہو۔ وہ اپنے سوچوں میں اتنی ڈوب چکی تھی کہ میرے آنے تک کی اسے خبر نہ ہوئی۔ اس کا چہرہ جھریوں سے اٹا پڑا تھا۔ بال بکھرے تھے۔ ہونٹ خشک اور رنگ پیلا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے وہ سالوں سے بیمار ہو میں نے ذرا اونچی آواز میں سلام کیا میری آواز سن کر وہ چونک اٹھی اور کچھ سہم بھی گئی۔ پھر غضبناک نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر چیخ اٹھی۔ "کیا تم بھی میرے زخموں پر نمک چھڑکنے آئے ہو؟ جاؤ یہاں سے، کیا کرنے آئے ہو؟ مجھے اپنے حال پر چھوڑو۔ ناصر کے بارے میں کوئی نہیں بتاتا۔" اس نے ایک آہ بھر کر کہا۔

"ظالموں نے میرے بڑھاپے کے سہارے کو بھی مجھ سے چھین لیا۔ اب مجھ میں ناصر کی جدائی کے غم سہنے کی ہمت نہیں رہی۔ دیکھتے کیا ہو جاؤ۔ میں نے تو اپنے سینے کے زخم سب کو دکھا دیئے لیکن علاج کسی کے پاس نہیں۔"

اس غمزدہ خاتون نے مجھے یہ موقع ہی نہیں دیا کہ میں اسے ناصر کی خوشخبری سنا سکوں۔ اس دکھی خاتون کو دیکھ کر حیران تھا کہ اب اسے کس طرح اس کے بیٹے کی خوشخبری سناؤں وہ بیچاری تو اپنے بیٹے کی جدائی میں پاگل سی لگ رہی تھی۔ وہ نہایت کمزور اور نحیف تھی۔ اس کے غیر ارادی حرکات سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغی توازن بگڑ چکا ہے۔

خیر کچھ دیر بعد جب اسے تھوڑا آرام آیا تو میں نے موقع پا کر کہا:

"ماں! آپ مت گھبرائیے، میں تو آپ کو ایک اچھی خبر سنانے آیا ہوں۔ ناصر کے بارے میں۔ ناصر تمہارا بیٹا شہر میں بالکل خیریت سے ہے۔"

"کیا ناصر زندہ ہے؟ وہ کہاں ہے؟ کیوں نہیں آیا۔ کیا اسے اپنی ماں اور اکلوتی بہن کا کوئی فکر نہیں؟ میں نے تو اس کی تلاش میں در در کی خاک چھان ماری۔"

میں نے کہا: اماں جان! آپ حوصلہ کریں ناصر بہت جلد آپ کے پاس آجائے گا۔ یہ خبر سن کر آہستہ آہستہ اس کا رنگ نکھرنے لگا۔ اس کے بدن میں جان آگئی پھر اس نے اپنی بکھری اٹھائی اور سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگی اور اپنی بیٹی رابعہ کو بلا کر اسے بھی ناصر کی خیریت سے آگاہ کیا۔ کچھ دیر بعد چائے آگئی میں نے موقع کو غنیمت جان کر اس سے اس کی حالات زندگی کے بارے میں پوچھا پہلے تو وہ اپنی داستان سنانے سے گریز کرتی رہی۔ مگر میرے اصرار پر اس نے اپنی درد بھری داستان کا آغاز کیا بیٹے! میری داستان کوئی نئی اور انوکھی داستان نہیں۔ افغانستان میں تو مجھ جیسی لاکھوں مائیں موجود ہیں جنہیں اپنے نوخیز بیٹوں اور بیٹیوں سے ہاتھ دھونے پڑے۔ میں ماں ہوں۔ مجھے اپنے بچوں کی طرح دوسروں کے بچوں کا بھی

پورا پورا احساس ہے۔ اگر آج کسی کے بچے پر کوئی تکلیف آتی ہے تو مجھے اس کا احساس ہوتا ہے، اگر میں ماں نہ ہوتی تو شاید ماں کا اتنا احساس نہ ہوتا۔

ہمارا ایک چھوٹا سا ہنستا بستا گھرانہ تھا، محمود، ناصر اور رابعہ میرے گھر میری زندگی کے چشم و چراغ ہیں۔ ناصر کے ابو ایک سرکاری ملازم تھا۔

۱۹۷۹ء میں روس نواز افغان کمیونسٹوں نے اُنہیں صرف اس جرم کی پاداش میں نوکری سے سبکدوش کیا کہ وہ راسخ العقیدہ مسلمان تھا، اور کمیونسٹ پارٹی کا باقاعدہ رکن بننے سے انکار کیا۔ میرے بچے باترتیب بارھویں، دسویں اور نویں جماعت کے طالب علم تھے۔ ذریعۂ معاش صرف ناصر کے ابو کی ماہوار تنخواہ تھی۔ ایک دن ناصر کے ابو نے متعلقہ حکام کو درخواست دی اور چاہا کہ اپنی برطرفی کا سبب پوچھے مگر حکام وقت نے ان کی ایک نہ سُنی

اگلے ہی روز چار مسلح افراد نے ہمارے دروازے پر دستک دی۔ ناصر کے ابو کو باہر بلوا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ وہ گئے اور ایسے گئے کہ آج تک لوٹ کر نہ آئے۔ میں بے بس لاچار در در کی ٹھوکریں کھاتی ان کی تلاش میں نکلی۔ مگر کچھ بھی پتہ نہیں چلا سکی۔ تقریباً ایک مہینے کے بعد مجھے خبر ملی کہ ناصر کے ابو کو درجنوں دوسرے بے گناہوں سمیت نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔ اب گھر کا سارا بوجھ میرے کندھوں پر آن پڑا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت اور اخراجات کا بندوبست کرنا میرے ذمے تھا۔ ہماری مالی حالت پہلے سے ہی کچھ اتنی اچھی نہیں تھی۔ میں کبھی کبھی کڑھائی، سلائی کر تی جو تھوڑا بہت مل جاتا اس سے اپنا گزارا قدرتی اور کچھ نہ کچھ احتیاط کے طور پر کل کے لئے بچا بھی لیتی۔

افغانستان میں نام نہاد انقلاب آنے سے پہلے ہم اس امید میں تھے کہ بچے لکھ پڑھ کر ملازم ہو جائیں گے اور ہمارے بڑھاپے کا سہارا بن جائیں گے قسمت بدل جائے گی اور زندگی خوشگوار ہو جائے گی۔ مگر تقدیر کو کچھ اور منظور تھا۔ تقدیر میری امیدوں پہ ہنس رہی تھی کچھ دنوں بعد محمود نے (ایف۔ اے) کر لیا۔ اسی کا بلے میں اسے نوکری کی پیش کش کی گئی مگر محمود نے اپنی تمام تر مالی مشکلات کے باوجود نوکری سے انکار کیا اور مجھ سے صلاح مشورہ کر کے جہاد کا عزم کیا۔ میں نے محمود کے جذبہ کو سراہتے ہوئے اسے اجازت دی اور کہا:

بیٹے اس سے بہتر اور کیا کام ہو سکتا ہے، یہ تو افغانستان کی آزادی کا تقاضا اور ندھی فریضہ ہے۔ اگلی رات محمود جہاد پر جانے والا تھا کہ "خاد" کے غنڈوں نے اسے گرفتار کر لیا اور محمود کو بھی مجھ سے چھین لیا گیا۔ میں نے اپنے بیٹے کی تلاش میں کوئی کسر نہ اٹھائی۔ ایک بار پھر مجھے سرکاری دفاتر کے دروازوں کو کھٹکھٹانا پڑا۔ درخواستیں دیں، منت سماجت کی مگر کسی نے بھی مجھ پر رحم نہ کیا۔ کسی نے بھی مجھے محمود کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ پھر میں اپنے علاقے کے حاکم کے پاس گئی۔ لیکن شراب کے نشے میں چور خدا کے اس باغی نے بھی حقارت اور رذالت آمیز طریقے سے مجھے بھگا دیا۔ لیکن میں نے اُسے صاف صاف کہہ دیا۔ کہ جو جو تم ہمارے آقاؤں (روسی) کے اثر و رسوخ کا دائرہ افغانستان میں پھیلتا جائے گا۔ وہ تمہارے جیسے وطن فروشوں کو اپنا آلۂ کار بنا کر مقدس افغانستان پر کفر و الحاد کو مسلط کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ کمیونسٹوں کی یہ ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ وہ تمہارے جیسے زر خرید غلاموں کے ذریعے اسلامی عقائد اور نظریات کو لادینیت میں بدل کر مسلمانوں کو اسلام سے دور رکھے

چند روسی پاپی جو بگرام میں سے آ ملے۔

میرے ان الفاظ نے شرابی حاکم کو اور بھی غضبناک کر دیا۔ وہ آگے بڑھا اور میرے چہرے پہ ایک ایسا تھپڑ رسید کیا جس سے میں منہ کے بل زمین پر جا گری اور جب ہوش میں آئی تو میں آہنی سلاخوں کے پیچھے اوندھے منہ پڑی تھی۔ وہاں۔ چند اور افغان قیدی خواتین بھی تھیں جو میرے سرہانے بیٹھی میرے ہاتھ پاؤں مل رہی تھیں۔ پھر انہوں نے باری باری اپنی داستانیں مجھے سنائیں ان کی داستانِ غم سن کر میں اپنا غم بھول گئی۔ کوئی بیچاری اپنے مجاہد شوہر کی وجہ سے جیل میں قید تھی۔ کوئی اس لئے قیدی بنائی گئی تھی۔ کہ وہ مجاہدوں کے لئے کھانا پکاتی۔ کوئی اس جرم کی سزا جھیل رہی تھی کہ اس نے کمیونسٹوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ گویا کسی نہ کسی بہانے علاقے کی اکثر و بیشتر خواتین ظالموں کے شکنجے میں تھیں۔ جیل میں طرح طرح کے مظالم اُن پر ڈھائے جاتے کوئی اپنا ٹوٹا بازو دکھاتی، تو کوئی اپنا زخمی سر۔ ان کی حالتِ زار دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوتا۔ لیکن میں انہیں تسلی دیتی کہ آپ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیے

جب تک میں ان کے ساتھ جیل میں تھی اکثر راتوں کو یہ آواز سنائی دیتی کہ اے اللہ ہمیں ان ظالموں کے پنجوں سے نجات دلا دے یا پھر جیل کی اس چھت کو ہم پر گرا دے کہ ہم ان مصائب سے چھٹکارا پا سکیں۔ اکثر راتوں کو جیل کے اہلکاروں معصوم اور بے بس خواتین پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے۔ ایک ہفتے کے بعد میں نے جیل سے رہائی پائی۔ سیدھا اپنے گھر آئی۔ دیکھا میری بڑی بیٹی صغرا اپنے شوہر اور بچوں سمیت گھر میں موجود ہے احوال پرسی کے بعد سارا دن رونے دھونے میں گذرا۔ اگلی رات میں اپنی بیٹی صغرا اور ان کے بچوں کے ساتھ ایک کمرے میں سو رہی تھی کہ اچانک آگے پیچھے دو تین زوردار دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ پھر ایک ایسا دھماکہ ہوا جس سے ہمارے مکان کی چھت ہم پر گر گئی۔ ساری رات ملبے میں دبے رہے صبح سویرے جب دشمن کی وحشیانہ بمباری اور گولہ باری ختم ہوئی۔ تو گاؤں والوں نے امدادی کاروائی کر کے زخمیوں اور شہیدوں کو ملبے سے نکالا۔ دشمن کی اس بہیمانہ کاروائی کے نتیجے میں میری دائیں ٹانگ ٹوٹ گئی اور میرے تین پوتے اور بیٹی صغرا اس بمباری کا شکار ہو کر شہید ہو گئے یہ سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے پیش آیا ہے۔

بیٹا! زمانہ بھی انسان کو کیسے کیسے رنگ دکھلاتا ہے۔ پہلے میرے شوہر کو اور پھر میرے نوجوان بیٹے محمود کو کمیونسٹوں نے شہید کر ڈالا اس کے بعد ناصر کو مجھ سے چھین لیا گیا۔ ابھی اس کا غم میرے ذہن سے ہٹا ہی نہیں تھا کہ مجھے قید کر دیا گیا۔ جیل سے چھٹکارا پاتے ہی اگلی رات کمیونسٹوں نے ہمارے گاؤں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا جس میں میری بیٹی صغرا اور تین بچے شہید ہو گئے۔ یہ میری ٹانگ جو تم دیکھ رہے ہو اسی بمباری کے نتیجے میں ٹوٹ گئی ہے۔ لیکن ڈاکٹروں نے اسے ہمیشہ کے لئے کاٹ دیا۔

بیٹا! میں ان دلخراش حالات سے اپنے دیرینہ خوابوں کو چکنا چور اور اپنی امنگوں کا لہو بہتے دیکھ کر بالکل بے حس ہو چکی ہوں۔ اپنوں سے جدا ہو کر جس اذیت اور کرب سے میرا ایک ایک لمحہ گزر رہا ہے الگ میں تم کو بتانا بھی چاہوں تو نہیں بتا سکتی۔ بس یوں سمجھ لو کہ پل پل جیتی ہوں اور پل پل مرتی ہوں۔

بیٹا! میں کب تک اشک بہاؤں کب تک اپنے ارمانوں اور اپنے حسرتوں کا خون بہاؤں اور ماتم کروں، ہاں میں جانتی ہوں کہ میں نے اور ہماری افغان قوم نے جو قربانیاں دی ہیں وہ محض اللہ تعالےٰ کے حکم کی بجاآوری میں دیئے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ ہماری قربانیوں کو بقاءِ اسلام اور آزادی وطن کے لئے اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ ایک دوسرا غم جو پہاڑ کی طرح مجھ پر بوجھ بنا ہے وہ میری بیٹی رابعہ کا ہے۔ رابعہ کا منگیتر مجاہد ہے۔ میری یہی آرزو اور تمنا ہے کہ میں اپنی زندگی میں اپنی بیٹی کے ہاتھ پیلے کر کے اس کا گھر آباد دیکھ سکوں۔

زمانہ تیزی سے بدلتا جا رہا ہے اب میرے کمزور کندھے اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہیں۔ بچوں کا غم مجھے گھن کی طرح اندر ہی اندر چاٹ رہا ہے۔

یہ دُکھ بھری داستان سن کر مجھے بہت افسوس ہوا۔ اگلے دن میں اس بوڑھیا خاتون کو اپنے ساتھ شہر لے آیا اور بڑی مشکل سے ماں کی ملاقات اس کے پیارے بیٹے ناصر سے کروا دی۔ چند دنوں بعد ایک رات مجھے وہی خاتون خواب میں آئی اور کہہ رہی تھی: بیٹا! نہ غم آئے اور

تحریر: خالد اقبال بٹ خیلہ

افغان مہاجرین کی حالت زار

سال ۱۹۷۹ء میں ایک بیرونی طاقت نے افغانستان پر حملہ کیا اور اقتدار اعلیٰ پر قبضہ کر لیا۔ اس سلسلے میں اسے سخت مزاحمت کا سامنا بھی کرنا پڑا جس کے باعث اس ملک میں با صلاحیت اداروں کو انتہائی نقصان پہنچا۔ ٹھیک اس طرح سماجی اور معاشی زندگی پر منفی اثرات بھی مرتب ہوئے۔ افغان جو ایک بہادر اور ایماندار قوم ہے نے اس چیلنج کو انتہائی حوصلہ اور جوانمردی سے قبول کرتے ہوئے اپنے ایمانی اور آہنی ارادوں کے ساتھ نہ صرف اپنی غیر جانبدار حیثیت کو برقرار رکھا بلکہ انہوں نے قابل ذکر مدافعتی اور ایمان افروز لڑائی لڑنے میں کوئی کمی گوارا نہ کی۔

انتہائی مشکل اور نامساعد حالات کے باعث افغان باشندے سرحد پار کر کے پاکستان آئے اور پناہ حاصل کرنے پر مجبور ہوئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا اور یہ تعداد ۳۰ لاکھ سے زائد تک جا پہنچی ہے اس تعداد کا ایک انتہائی حصہ صوبہ سرحد میں خیمہ بستیوں میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ یہ خیمہ بستیاں صوبہ سرحد کے تقریباً تمام علاقوں میں قائم ہیں۔

ان کے علاوہ افغانستان میں تقریباً تیس لاکھ افراد ایسے ہیں جو جنگی تباہی کی وجہ سے پہاڑی غاروں اور زیر زمین پناہ گاہوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اور وہاں پر بہت دشواری اور تکلیف کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر غذا اور علاج معالجہ نہ ہونے کی وجہ سے بھی مر جاتے ہیں۔

جن افغان باشندوں نے پاکستان اور ایران میں پناہ لے رکھی ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کا گھر بار اور ساز و سامان ظالم سرخوں کی بم باری سے تباہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر قریب ہمسایہ ممالک پاکستان اور ایران کو ہجرت کر کے مہاجرین کی زندگی گزار رہے ہیں۔ پاکستان کا ہر باشندہ اپنے افغان مہاجر بھائیوں کی مصیبت بھری زندگی سے واقف ہے، سردی کے موسم میں بہت سے مہاجرین جن میں بچے، عورتیں اور بوڑھے مرد شامل ہیں کھلے آسمان کے نیچے خیموں کے بغیر زندگی گزار تے ہیں۔ اور اسی طرح کئی لوگ سردی کی شدت سے ہلاک ہو جاتے ہیں دوسری طرف موسم گرما میں بجلی اور پانی کی شدید قلت کی وجہ سے ہر سال سینکڑوں افغان بچے، عورتیں اور مرد گرمی کی شدت کے باعث اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔

گذشتہ آٹھ سال سے افغانستان میں پے در پے شدید لڑائیاں اور بمباریاں ہو رہی ہیں اور سرخ آرمی چوری، لوٹ کھسوٹ قتل و غارت گری اور وحشت و درندگی کی عجیب و غریب مثالیں قائم کر رہی ہیں۔ چنانچہ افغان مہاجرین کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے اور پاکستان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ ان کی تمام ضروریات پوری کرے چونکہ دنیا میں سب سے زیادہ مہاجر پاکستان میں ہیں اور بین الاقوامی ادارے و تنظیمیں اور ممالک افغان مہاجرین کے ساتھ امداد و تعاون میں زیادہ مخلص نہیں۔ اس لئے پاکستان اکیلا افغان مہاجرین کی تمام ضروریات زندگی پوری کرنے سے قاصر ہے۔

۳۰ لاکھ مہاجرین کی غذائی ضروریات کا بندوبست کرنا انتہائی مشکل کام ہے صحت اور تعلیم کی بنیادی سہولتیں اس کے علاوہ ہیں۔ مہاجر بستیوں میں سردی اور گرمی سے بچنے کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے لوگ مر رہے ہیں ابتدائی تعلیمی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے زیادہ تعداد میں بچے زیور تعلیم سے محروم ہو رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ مہاجرین کو تکالیف و مصائب کا سخت سامنا ہے۔ ادھر افغانستان میں توپوں، بموں اور راکٹوں کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ جس میں زندگی بسر کرنا ناممکن ہے اور مہاجرین تو پہلے ہی

(باقی صفحہ ۵۶ پر)

فضل سبحان ۔ پشاور یونیورسٹی

افغانستان کا مستقبل

افغانستان کے مستقبل کا ذکر کرنے سے پہلے ذرا اُس پس منظر میں چلے جاتے ہیں۔ کہ جس کی بدولت آج کے افغانستان کے مستقبل کا فکر کیا جاتا ہے۔ اکتوبر کے انقلاب ۱۹۱۷ء کے بعد جب روس کے اندر حالات سازگار ہوئے۔ تو اُس نے توسیع پسندانہ پالیسی اختیار کی۔ لیکن یہ پالیسی ایسے حکمت عملی کے ساتھ نافذ کی کہ دُنیا میں کہیں بھی اُن کی بدنامی کا باعث نہ بنی۔ روس کا طریقہ واردات یہ رہا کہ وہاں کے باسیوں میں اپنے ہمنوا پیدا کرتے۔ اُن کے نوجوانوں کی ذہنی تربیت کرنے کے لئے تعلیم کے بہانے اُنہیں سمگل کرتے، اُن کی اخلاقی حالت کو تباہ کر دیتے۔ اُن کو اپنے راستے پر لگا کر اُن کی بھرپور معاونت کرتے اور اس طرح اُن میں ایک خاصا گروہ پیدا کرنے کے بعد وہاں فوج کشی کرکے اپنے پسند کی مطابق حکومت قائم کرتے۔

۱۹۵۶ء میں روس نے ہنگری۔ اور ۱۹۶۸ء میں چیکوسلواکیہ پر فوج کشی کی اُس وقت ہنگری کی آبادی اتنی ہی تھی کہ جتنی آج کے افغانستان کی ہے یعنی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ اب تو افغانستان کے پچاس لاکھ لوگ ہجرت بنے ہیں۔ بہر حال چیکوسلواکیہ کی آبادی اُس وقت اتنی ہی تھی۔ جتنی کہ روسی فوج کشی سے پہلے افغانستان کی آبادی تھی۔

ہنگری اور چیکوسلواکیہ دونوں ممالک کے قوم پرستوں نے روسی جارحیت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ لیکن جدید ترین اسلحہ کے باوجود چند ہی ماہ میں دونوں ممالک نے ہتھیار ڈال دیئے اور مورخین نے یہ فرض کر لیا کہ "کسی سپر پاور کو شکست دینا ناممکن ہے"۔ اور "روس جہاں کہیں بھی گیا وہاں سے واپس نہیں آیا"۔

افغانستان میں روسی حملے کے محرکات:

۱۹۷۰ء کے بعد ظاہر شاہ کے آخری دور میں روسیوں کو یہ تشویش لاحق ہوئی کہ پچاس سال تک افغان معاشرے کو کمیونزم کی طرف لانے کی کوشش رائیگاں جا رہی ہے اس کی وجہ افغانستان میں اسلامی تحریک کی بڑھتی ہوئی قوت اور روسی گرفت کی کمزوری تھی۔ سردار داؤد کے برسر اقتدار آنے کے بعد اسلامی تحریک کی مزاحمت بڑھتی گئی اور بالآخر سردار داؤد نے اپنی پالیسی میں تبدیلی کا فیصلہ کر لیا۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے تھے۔ کہ افغانستان میں روس کے تابع سوشلسٹ حکومت لانا ناممکن ہے لیکن روس کو ان کی یہ بدلتی پالیسی ہرگز قابل قبول نہیں تھی۔ لہٰذا اُنہی عناصر کے ہاتھوں اُن کا تختہ اُلٹ گیا جن کے ہاتھوں برسر اقتدار آئے تھے۔

کمیونزم کے چیلے پھر فوراً ترہ کئی کو برسر اقتدار لائے۔ لیکن اسے بھی اپنے معیار پر پورا اُترتا نہ پاکر حفیظ اللہ آمین کے ہاتھوں ٹھکانے لگا دیا اور اقتدار حفیظ اللہ آمین کے حوالے کر دیا۔ لیکن جب حفیظ بھی بہترین کٹھ پتلی کا کردار ادا نہ کر سکے۔ تو ایک اور باعتماد کٹھ پتلی کارمل کو آزمایا۔ جو پوری طرح پر روس کے ہر اشارے پر ناچ سکتا تھا اس کے باوجود بھی جب روس نے محسوس کیا کہ اب تو سب کچھ ہاتھ سے جا رہا ہے اور نتائج توقعات کے خلاف نکل رہے ہیں تو بیس ماہ بعد ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو اپنے فوج لیکر تھ افغانستان میں داخل ہو گیا۔ اور اسی طرح ایک چھوٹے اسلامی اور غیر جانبدار ملک میں فوج کشی کرکے اسی کی اسلامی اور غیر جانبدارانہ حیثیت ختم کر دی۔

لیکن افغان قوم نے بھی اپنی تاریخ کو دہرایا۔ کہ جس طرح روس جہاں گیا وہاں سے واپس نہ ہوا۔ اسی طرح افغان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

ماہنامہ مشعل

صاحب امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان
مدیر: سید عبداللہ معاون: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۲ - شمارہ نمبر ۷ - مسلسل نمبر ۱۹ - جنوری ۱۹۸۸ء - جمادی الاوّل ۱۴۰۸ھ ق - جدی ۱۳۶۶ ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ
۲- فرمان الٰہی ؐ
۳- ارشاد نبوی ؐ
۴- فلسطینی نوجوانوں کو پروفیسر ربانی کا پیغام
۵- کمیونٹ ریاست کا خواب پورا نہ ہو سکے گا
۶- جلال آباد میں دھماکوں کا ذمہ دار کون ہے؟
۷- ہماری جدوجہد کیوں اور کس لیے؟
۸- مجاہد رہنما پروفیسر برہان الدین ربانی کا انٹرویو
۹- ردس ۱۹۸۸ء میں افغانستان سے....
۱۰- ہمارا عزم جواں ہے
۱۱- افغان مجاہدین ایک سپر پاور کے مقابلے میں
۱۲- جہاد افغانستان کی حمایت ہمارا فرض ہے
۱۳- جہاد افغانستان فیصلہ کن مرحلہ میں
۱۴- ذات مجمع الصفات کو غیر مسلموں کا خراج...
۱۵- افغان مہاجرین دھماکوں اور منشیات میں ملوث نہیں
۱۶- حسرت
۱۷- افغان مہاجرین کی حالت زار
۱۸- افغانستان کا مستقبل
۱۹- طور خان کی آرزو

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور، پاکستان PESHAWAR PAKISTAN

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک: سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸
مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ
پشاور - پاکستان

قوم نے کبھی بھی غلامی کی زنجیریں نہیں پہنی ہیں۔ اور جو بھی قوم اس سے ٹکرائی اُن کو شکست فاش ہوئی۔ اب کی بار بھی افغان مجاہدین نے تحویت یا وطنیت کے بھیار نہیں اُٹھائے ہیں۔ بلکہ اپنے جانوں اور مالوں کا سودا جنت کے عوض کو لیا۔ اور آٹھ سالوں سے روس جیسے بڑی طاقت کے ساتھ برسرپیکار ہیں

اور اُس کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔

افغان قوم کی قربانیاں

افغانستان میں شاید ہی کوئی ایسا گھرانہ ہو۔ جس نے ایک یا دو شہید پیش نہ کئے ہوں۔ افغانستان کے وادیوں کے سبزہ زار، برف پوش چٹانیں اور کوئی بھی ہلہلاتی کھیت ایسی نہیں کہ جو نہتے مجاہدوں کے خون سے لے کر سفید ریش مجاہدوں کے خون ہی سے سرخ نہ ہو۔ پچاس لاکھ کے قریب لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر پاکستان اور ایران کے بے آب و گیاہ بیابانوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ پچاس لاکھ کے قریب مویشی ہلاک ہوگئے۔ ہلہلاتے کھیتوں کے ستر سے اسّی فیصد تک کا رقبہ بموں اور راکٹوں کی نذر ہو چکا ہے۔ آبادیوں کھنڈرات کا نظارہ پیش کرتی ہیں۔ جب کہ بارہ لاکھ مرد مجاہد جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔

اور یہ افغان قوم کے ان قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ کہ اُنہوں نے ایک سپر طاقت کے ناقابل شکست ہونے کا زعم پاش پاش کر دیا۔ مجبوراً کٹھ پتلی حکومت نے پہلے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ اور اس کا مثبت جواب نہ ملنے پر ایک اور قدم بڑھایا اور قومی مصالحت کا شوشہ چھوڑا اس کا جواب نہ ملنے پر خانہ بندی کا یک طرفہ اعلان کر دیا اور جب اس طرح بھی تیر نشانے پر نہ لگا۔ تو اقتدار میں شراکت اور مخلوط حکومت کی پیش کش کی افغان حریت پسندوں نے اس کو بھی ٹھکرا دیا لیکن انشاء اللہ ان قربانیوں کا ثمرہ افغانستان میں اسلامی انقلاب اور ایک صحیح اسلامی معاشرہ کا قیام ہوگا۔

روس کے نقصانات:

روس کی امن پسندی کے دعوے کی قلعی کھل گئی۔ ان کی سیاسی ساکھ بہت بُری طرح متاثر ہوئی۔ بین الاقوامی اُمور میں ان پر سے اعتبار اُٹھ گیا۔ ان کی فوج کے ناقابل شکست ہونے کا دعویٰ غلط ثابت ہو گیا۔ اُنہوں نے ظلم و بربریت کی ایک تاریخ رقم کر دی۔ اقوام متحدہ میں اس سال افغانستان کے قرارداد کی ۱۹ کے مقابلے میں ۱۲۳ ووٹوں سے منظوری، ان کی سیاسی موت کی شکل میں نمودار ہوئی۔ اب تک ان کے ساڑھے گیارہ سو طیارے مار گرائے جا چکے ہیں۔ یومیہ چالیس ملین ڈالر سے زیادہ خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے اور روزانہ بیس روسی جہنم رسید ہو رہے ہیں

مستقبل کی حکومت

افغانستان سے ان قربانیوں کے نتیجے میں اگر روسی افواج چلے بھی جائیں تو ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے کہ وہاں پر کس حزب کی حکومت ہوگی۔ اور کیسی ہوگی اگر ابھی سے اس سوال کے لئے جواب نہیں ڈھونڈا گیا۔ تو افغانستان میں ایک

جنگ ختم ہونے کے بعد ایک اور نہ ختم ہونے والی خانہ جنگی شروع ہو جائیگی۔
لہٰذا اس خطرے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ایک سپریم کونسل بنائی جائے۔ جس میں تمام تنظیموں اور احزاب کے نمائندے ہوں۔ تاکہ وہ افغانستان کے مستقبل کے لئے ایک فارمولہ طے کریں اس سلسلے میں آسان ترین اور قابل عمل فارمولا یہی ہو سکتا ہے۔ کہ پہلے پانچ سالوں کے لئے ایک عبوری حکومت قائم کی جائے۔ اس دوران تمام لوگوں سے اسلحہ بیت المال میں جمع کیا جائے انہی پانچ سالوں میں مستقبل کی حکومت کے لئے ڈھانچہ بنایا جائے اور مہاجرین و مجاہدین کی آباد کاری اور تعمیر و بحالی کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔ پھر آئندہ پانچ سالوں کے لئے اسی عبوری حکومت کی نگرانی میں انتخابات کرائے جائیں اور پُرامن انتقالِ اقتدار کی بدولت افغانستان کے مستقبل کو محفوظ کیا جائے۔

مستقبل کا افغانستان۔

افغانستان کا مستقبل وہاں کا نوجوان طبقہ ہے۔ جن کے شانوں پر مستقبل کی ذمہ داریاں آپڑیں گی اور جو اُس نوزائیدہ اسلامی مملکت کے معمار ہوں گے۔ لہٰذا افغانستان کے مستقبل کو یعنی افغانستان کے نوجوانوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

(۱) ان پڑھ نوجوان۔۔
(۲) اسلامی مدرسوں اور افغانستان کے سکولوں میں پڑھنے والے نوجوان
(۳) پاکستان اور دوسرے مغربی ممالک کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے نوجوان یعنی مغربی علوم حاصل کرنے والے نوجوان

(۴) موجودہ افغانستان اور روس کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے نوجوان

اس مضمون کا مقصد یہی ہے کہ مستقبل کے افغانستان کا معمار کون ہوگا۔ اور اُن معماروں کے اثرات مستقبل کے افغانستان پر کیسے مرتب ہوں گے۔

افغانستان کے مستقبل سے یہاں مراد مستقبل کا نظامِ حکومت چلانے والے لوگ ہیں۔

• پہلی قسم کے نوجوان: ان پڑھ نوجوان کہ جن میں زیادہ تر کا تعلق پہاڑی علاقوں اور غریب گھرانوں سے ہے اور جو کہ زیادہ تر جہاد میں مصروف رہتے ہیں۔ اس لگن میں اپنی دنیاوی ضروریات تک سے لاتعلق رہتے ہیں۔ اور صحیح جہاد کے جذبے سے سرشار ہیں۔ نوجوان طبقہ میں ان کی تعداد باقی سب گروہوں سے زیادہ ہے۔ یہی لوگ افغانستان کے مستقبل کے بہترین سپاہی ہوں گے۔

• دوسری قسم کے نوجوان: اسلامی مدرسوں اور پرانے طرز کے سکولوں میں پڑھنے والے نوجوان۔ یہ وہ نوجوانانِ ملت ہیں کہ جو مستقبل کے اساتذہ، مدرّسین اور علماء ہوں گے۔ لیکن نظامِ حکومت چلانے میں کسی طرح بھی فٹ نہیں ہو سکیں گے۔ اور افغانستان کے مستقبل کی ضروریات پورا نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا ان کو افغانستان کا مستقبل نہیں کہا جا سکتا۔

• تیسری قسم کے نوجوان: پاکستان کے تعلیمی اداروں اور مغربی ممالک میں پڑھنے والے نوجوان۔ یعنی جدید تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان۔

یہی وہ نوجوان ہیں کہ جن کو ہم افغانستان کا مستقبل قرار دے سکتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے آپ کو جدید علوم سے آراستہ کر کے مستقبل کے افغانستان کے وارث ہوں گے۔

• چوتھی قسم کے نوجوان: موجودہ افغانستان اور روس کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے نوجوان اس قسم کے نوجوان

بھی افغانستان کا مستقبل نہیں بن سکتے کیونکہ یہ وہ نوجوانانِ قوم ہیں جو کہ اپنے دین و ایمان کا سودا ایک ڈگری کے حصول پہ کر چکے ہیں۔ جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح کمیونسٹ گورنمنٹ کے ساتھ ہے۔ جن کا براہ راست تعلق "خلق پارٹی" پرچم یا دوسرے کمیونسٹ تنظیم سے ضرور ہے۔ اگر تعلق نہ بھی ہو۔ تب بھی اُن کا موجودہ افغانستان اور کمیونسٹوں کے خلاف آواز نہ اٹھانا ہونا ایک ایسا جُرم ہے۔ کہ جس کے مرتکب ہوتے ہوئے افغان عوام کبھی اُن کو مستقبل کی معماری کا شرف نہیں بخشیں گے۔

اسی تجزیئے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ باقی تین اقسام کے نوجوان تو افغانستان کا مستقبل نہیں بن سکتے اگرچہ یہ افغانستان کا مستقبل بنانے میں کچھ نہ کچھ حصہ دار ضرور بنیں گے لیکن افغانستان کا مستقبل دراصل تیسری قسم کے نوجوانوں کے ہاتھ میں ہوگا۔ مستقبل میں بالآخر قیادت انہی نوجوانوں کے ہاتھ میں آئے گی۔ یہ کل کے افغانستان کے مقدر کے مالک اور وہاں کے سیاہ و سفید کے اختیار رکھنے والے ہوں گے۔

لہٰذا ساری افغان ملت اسلامی دنیا خصوصاً اسلامی تحریکوں اور رہنمائے مجاہدین کو اس طرف سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا اُس مستقبل کے لئے کہ جو آنے والا ہے انہیں سوچنا ہوگا۔ کہ افغانستان کیسے بچایا جا سکتا ہے اور اس معمّے کا کیا حل ہو سکتا ہے۔

حل: اس کا حل یہ ہے کہ افغانستان کے مستقبل کے لئے ابھی سے منصوبہ بندی کی جائے۔ جس طرح آیت اللہ خمینی "رہنمائے انقلاب ایران" سے فرانس میں کسی صحافی نے سوال کیا کہ ایران تو ثقافتی لحاظ سے مغرب سے آگے جا چکا ہے تو پھر آپ کس طرح انقلاب کی بات کرتے ہیں علامہ خمینی نے کیا خوب کہا تھا کہ "یہ جن سے مخاطب ہوں۔ وہ ابھی ماؤں کے گودوں میں ہیں۔" اور یقیناً ایسا ہی ہوا۔ کہ ماؤں کے گودوں والے بچے پندرہ سالوں میں جوان ہوئے۔ اور انقلاب آیا۔

لہٰذا مجاہدین کے راہنماؤں اور اسلامی تحریک کے قائدین کو اُن لوگوں کی فکر کرنی چاہیئے۔ جو کہ ابھی ماؤں کے گودوں میں ہیں۔ جو ابھی تعلیمی اداروں میں پڑھ رہے ہیں۔ اُن کو جو بے تحاشا رقم مختلف اداروں سے مل رہی ہے اُن پر پابندی لگادی جائے اور اُن کی ضروریات کا جائزہ لے کر اُتنی ہی رقم اُن کو مہیا کی جائے۔ جو اُن کی ضرورت کے مطابق ہو۔ اسی طرح وہ صابر اور قناعت پسند بن جائیں گے۔

اُن کو شعوری طور پہ مسلمان بنانے کے لئے ایک ایسا پروگرام بنایا جائے تاکہ اُن کے سینوں سے بلال حبشیؓ کی طرح "احد" "احد" کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو جائے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک کامیاب اور مستقل انقلاب تین چیزوں کا ہونا لازمی ہے۔

(۱) قربانی کا جذبہ اور عمل مظاہرہ۔ جو کہ افغان عوام کر رہے ہیں۔

(۲) عوام کا ساتھ ہونا اور اُن کے ذہنوں کو تعلیم اسلام سے منور کرنا۔

(۳) مستقبل کے لئے عوام کی تربیت کرنا۔

پہلی دو چیزیں تو افغان عوام اور راہنماؤں میں بڑی حد تک موجود ہیں مسئلہ عوام اور نوجوانوں کی تربیت کا ہے۔ اس سلسلے میں اُن سے اسلام کے متعلق لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کرایا جائے تاکہ وہ اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے خود کو پیش کریں۔ اس کے علاوہ اُن کے لئے تربیت گاہیں اسلام اور جدید علوم کے تقابل جائزے پہ گروپ ڈسکشن، انفرادی اور اجتماعی مطالعہ، سٹڈی سرکلز، سیمینار اور مذاکرات کرائے جائیں۔

کمیونزم، سوشلزم، کیپٹلزم اور اُن کے رموز اور چالوں سے خبردار ہونے کے لئے اُن کو اس طرح دلیل کے اسلحے سے لیس کیا جائے۔ تاکہ کل اگر کوئی بات کرنی ہو۔ تو اُن کے پاس اپنی بات ثابت کرنے کے لئے سینکڑوں دلیلیں ہوں تاکہ وہ کسی بھی میدانِ کارزار میں جیتی ہوئی بازی بات چیت کے میز پہ نہ ہارے۔ ان سب پہ دکھانے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک متحدہ پلیٹ فارم اور ایک تنظیم ہونی چاہیئے۔ یہ ترجیحی تنظیم ایسی تنظیم ہونی چاہیئے۔ جو کہ فروعی اختلافات احزاب کے اختلافات اور بہت سے دوسرے چھوٹے موٹے اختلافات سے پاک ہو۔ اور نوجوانوں کی اس ڈھنگ اور طریقے پہ تربیت کریں۔ تاکہ

"وہ دُنیا دی کام دنیا داروں سے بہتر طریقے سے جانتے ہوں، اور زاہدو تقویٰ میں اصطلاحی زاہدوں اور تقویٰ داروں سے بڑھے کر ہو۔"

صرف اسی طریقے سے افغان ملت کو اُن کے قربانیوں کا صلہ مل سکتا ہے اور یہ اُن کے خون سے سیراب شدہ کھیتی کا صحیح مصرف ہوگا۔

طورخان کی آرزو

بشکریہ ہفت روزہ آئین لاہور

۱۹۸۴ء میں میری ملاقات طورخان سے ہوئی ہم افغانستان کے صوبہ پکتیا میں حاجی جلال الدین حقانی کے مرکز زاور میں مقیم تھے۔ یہ دوسرا موقع تھا کہ میں افغانستان گیا تھا اور یہ پہلا موقع تھا جب میں نے رسمی سالہ طورخان کو دیکھا اس نے جب اپنے افغانی لہجہ میں مجھے اردو زبان میں مخاطب کیا تو میں نے خوشگوار حیرت محسوس کی۔ لیکن جیسا کہ بعد میں احساس ہوا طورخان کے پاس مجھے حیران کر دینے کے لئے بہت کچھ تھا۔

میں نے افغانستان سے واپسی پر اپنی ڈائری میں لکھا۔

(۱) مغرب کی نماز مکمل ہوئی تو مجاہدین ہمیں گلے ملنے لگے۔ میدان جنگ میں اس محبت اور شفقت کا اظہار ہمارے تصورات سے بھی بلند تر تھا۔ میرے ساتھ ڈاکٹر خواجہ احمد جاوید اور ڈاکٹر احسان اللہ ترین بھی تھے۔ ہمارے احساسات ایک جیسے تھے۔

اسی دوران میں ہم نے ایک بوڑھے مجاہد کو دیکھا وہ مسجد کے ایک کونے میں منتظر تھا کہ ہم دوسروں سے مل لیں تو وہ بھی ملے۔ اس نے اردو میں گفتگو کا آغاز کیا اور ہمارا حال پوچھا۔

یہ رسمی سال کی عمر کو عبور کرنے والے طورخان سے میری پہلی ملاقات تھی۔

دوسرے دن دوپہر کے وقت میں طورخان کی تلاش میں نکلا۔ جب وہ مجھے کئی کیمپوں میں نہ مل سکا تو ایک مجاہد سے دریافت کیا اس نے سامنے اونچے پہاڑ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ طورخان وہاں مجاہدین کے لئے لکڑیاں لینے گیا ہے۔ تھوڑی دیر تک آجائے گا۔

میں دھوپ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ طورخان کو آنے میں زیادہ دیر نہ لگی

میں نے اس سے بیٹھنے کی درخواست کی اور کہا کہ چونکہ آپ اس مرکز میں سب سے عمر رسیدہ ہیں اور اردو بھی بول سکتے ہیں۔ اس لئے مجھے بہت کچھ بتا سکتے ہیں افغانستان کے بارے میں۔ ماضی و حال کے بارے میں۔ اور اپنے بارے میں

ایک باعمل انسان کے لئے شاید گفتگو کا ایسا سلسلہ کچھ زیادہ پسندیدہ نہ تھا لیکن میرے اصرار پر وہ راضی ہو گیا اس نے مجھے جو کچھ بتایا اس کے ذریعے ایک کہانی میں بہت سی کہانیاں بطنی چلی آئیں۔

(۲) طورخان صوبہ پکتیا میں سلطان خیل سرائے کا رہنے والا ہے اس کا تعلق افغانستان کے مشہور جنگجو قبیلے زوران سے ہے۔ دو بیٹیوں کے علاوہ اس کے چار بیٹے ہیں جو چاروں کے چاروں افغانستان میں مختلف محاذوں پر کمیونسٹوں اور روسیوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔

ان دنوں اس کی عمر چالیس سال کے قریب تھی جب برصغیر میں مسلمان اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے۔ طورخان ان پڑھ تھا اسے تاریخ اور جغرافیے کا کوئی علم نہیں تھا۔ محنت۔ مزدوری کر کے اور بھیڑیں پال کر روزی کماتا اس کا کام تھا اس کا ایک ہی سکول تھا۔ مسجد! جہاں وہ باقاعدگی سے نماز پڑھنے جاتا تھا مسجد میں ہی ایک جمعہ کے وعظ میں اس نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں۔ جسد واحد کی طرح ہیں۔ اور آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لئے اگر ایک کو تکلیف ہو تو دوسرے کو بھی اس کا احساس ہونا چاہیئے مسجد ہی میں اس نے جہاد اور شہادت کی فضیلت کے بارے میں سنا اسے آج بھی یاد تھا کہ مولوی صاحب نے جہاد کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا! نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی اس وقت میں مرا کہ نہ کبھی اس نے جہاد کیا نہ اس کے دل میں جہاد کا خیال آیا تو وہ ایک قسم کے نفاق موت مرا۔ وہ جب بھی نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کو یاد کرتا تو جہاد کا شوق اور شہادت کی تمنا اسے تڑپانے لگتی۔ وہ اکثر سوچتا کہ کیا

میں بھی کبھی جہاد میں شریک ہو سکوں گا کیا مجھے بھی وہ نعمت مل سکے گی جسے شہادت کہتے ہیں۔

ایک دن اسکی بستی کا ایک آدمی برصغیر سے آیا۔ وہ آدمی طورخان کا دوست تھا۔ بچپن میں وہ دونوں اکٹھے پہاڑوں پر بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ چار سال قبل طورخان کا دوست محنت مزدوری کی خاطر ہندوستان چلا گیا۔ اب چار سال بعد وہ واپس آیا تھا۔

طورخان اس سے ہندوستان کے حالات پوچھنے لگا جب اس کے دوست نے بتایا کہ ہندوستان کے مسلمان آزادی کی تحریک چلا رہے ہیں تو وہ بہت خوش ہوا۔ مگر جب اس کے دوست نے بتایا کہ ایک طرف متعصب ہندو اور دوسری طرف انگریز مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں اور دونوں مسلمانوں کی تحریک آزادی کو دبانے کے لئے ریٹری چوٹی کا زور لگا رہے ہیں تو اسے بہت دکھ ہوا۔ مسلمانوں پر ظلم کی داستانیں سن کر اس کا دل تڑپ اٹھا لیکن وہ اس قدر دور بیٹھا ہوا اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے کیا کر سکتا تھا۔ سوائے دعا کے۔ اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے کہ برصغیر کے مسلمان اپنے مقصد میں کامیاب ہوں اور انگریز اور ہندو کی غلامی سے نجات پائیں۔

پھر جس دن اس نے سنا کہ مسلمان آزاد ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ملک کا نام پاکستان رکھا ہے تو وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ طورخان دوڑا دوڑا اپنے دوست کے پاس گیا۔ اُسے یہ خبر سنائی۔ مبارکباد دی

دونوں دوست یوں ایک دوسرے کے گلے مل رہے تھے کہ اگر برصغیر کے مسلمانوں نے آزادی پائی ہے تو ان دونوں نے خزانہ پا لیا ہے۔

(۳) ایک دن وہ پہاڑوں پر۔ لکڑیاں کاٹ رہا تھا اور اس کا بڑا بیٹا اس کے قریب ہی بکریاں چرا رہا تھا کہ اس کا دوست آگیا وہ اپنا کام چھوڑ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کا دوست اداس دکھائی دے رہا تھا اس نے بتایا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ بہت بڑا دھوکہ ہوا ہے کشمیر پاکستان سے چھین لیا گیا ہے اور بھارت نے کشمیر میں اپنی فوج اتار دی ہے۔ ادھر پنجاب میں ہندو سکھ مل کر مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ تڑپ اٹھا اس کے سامنے یہ سوال تھا کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کس طرح کرے اس کی یہ مشکل اس کے دوست نے آسان کر دی۔ اس نے بتایا کہ قبائلی علاقے سے بہت بڑی تعداد میں پٹھان کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے جا رہے ہیں یہ سن کر جیسے طورخان کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ اس نے گھر کا تمام انتظام اپنے بیٹے کے سپرد کیا اور اپنے دوست کے ہمراہ کشمیر کی طرف چل پڑا تاکہ وہ اللہ کے اس حکم کو بجا لائے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مسلمانوں! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں۔ عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو ظالموں کے تشدد سے عاجز آ کر فریاد کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو اس بستی سے نجات دلا جہاں کے رہنے والے ہمارے اوپر ظلم کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار کھڑا کر دے۔" جب وہ کشمیر کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کشمیر کی جنگ آزادی لڑ رہا تھا تو بہت خوش تھا کہ اپنے بھائیوں کے کام آ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جہاد میں شریک ہونے کا موقعہ دیا ہے وہ دنیا کی تمام دلبستگیوں کو بھول گیا تھا اس کے سامنے ایک ہی منزل تھی کشمیر کی آزادی یا پھر شہادت۔ لیکن پھر اچانک پاکستان کی حکومت نے جنگ بندی قبول کر لی۔ کشمیر کے پہاڑوں پر سناٹا چھا گیا۔ اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے بے بسی کے ساتھ اپنی دفاداد بندوق کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔ اسے یقین تھا اور وہ اکثر اپنے دوستوں سے اس کا اظہار بھی کرتا کہ اگر تھوڑا عرصہ مزید جنگ بند نہ ہوتی تو مجاہدین کشمیر کو آزاد کرا لیتے۔

طورخان ان پڑھ تھا لیکن اتنی بات ضرور جانتا تھا کہ مسلمان کی نجات جہاد کو روک دینے میں نہیں۔ اسے جاری رکھنے میں ہے۔ اس وقت تک جب تک کہ وہ مقصد حاصل نہ ہو جائے جس کے لئے جہاد کا آغاز کیا جاتا ہے۔

(۴) جب وہ پھر اپنی سرزمین پر افغانستان میں تھا۔ وقت گزرتا گیا۔ وہ بوڑھا ہو گیا لیکن اس کے دل میں جہاد کی تڑپ جوان تھی۔ کچھ ایسے ہی دن تھے جب ایک روز اس کے بیٹے نے آ کر بتایا کہ بستی میں بہت بڑے مولوی صاحب آئے ہیں وہ لوگ ان کی باتیں سننے کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یہ نور محمد تریکئی کا دور اقتدار تھا وہ سرخ طوفان کے سیاہ مظالم

افغانستان کو اپنی پلیٹ میں لے رہے تھے طور خان اپنے بیٹے کے ہمراہ اس جگہ پہنچا جہاں مولوی صاحب آئے تھے اور لوگوں کو اس افغانستان کے حالات بتا رہے تھے جو "جیو اور جینے دو" کے مطابق امن و آشتی کے ساتھ جی رہا تھا لیکن جس پر اب ظلم اپنے بدترین ہتھکنڈوں کے ساتھ قابض ہو رہا تھا طور خان نے اور بستی کے لوگوں نے تمام حالات سنے اور پھر سب ایک ہی نتیجے پر پہنچے کہ اب جہاد فرض ہو گیا ہے اب اصل کشمکش زندگی میں نہیں شہادت میں ہے طور خان اور اس کے چاروں بیٹے مجاہدین میں شامل ہو گئے

وہ ۷۵ سال کی عمر میں ہر قسم کی چھاپہ مار کارروائیوں میں حصے لے رہا تھا — اور پھر جب مجاہدین کے کمانڈر نے اسے یہ فرض سونپا کہ وہ پہاڑوں کے اوپر بنائے گئے مورچوں تک اسلحہ پہنچایا کرے تو اگرچہ وہ ان پڑھ تھا لیکن جانتا تھا کہ یہ کام بھی جہاد کا حصہ ہے اور شہادت کی منزل دور نہیں ہے۔

طور خان گدھے پر اسلحہ رکھتا اور اوپر پہنچاتا۔ وہ اونچے اونچے پہاڑوں پر اترنا چڑھنا تھا۔ بعض مرتبہ کئی کئی دن تک مسلسل جنگ جاری رہتی۔ مگر تھکاوٹ نہ جوانوں پر غالب آتی اور نہ طور خان پر جو جوان نہیں تھا لیکن اس کے دل میں ایک آرزو جوان تھی۔

کئی دفعہ ایسا ہوا وہ اسلحہ لے کر جا رہا ہوتا کہ دشمن کے جہاز حملہ کرتے آجاتے۔ ایسے موقعوں پر وہ اپنی جان کی بجائے اس گدھے کی حفاظت کرتا جس پر مجاہدین کا اسلحہ لدا ہوتا تھا پھر ایک دن اسے بتایا گیا کہ لڑکوں کے محاذ پر اس کا چھوٹا بیٹا شہید ہو گیا ہے اس خبر کے ساتھ ہی مجاہدین اس کے پاس تعزیت کے لئے آئے تو وہ ان کے درمیان کھڑا ہو گیا اور بلند آواز میں کہا "مجھے مبارکباد دو۔ آج میں ایک شہید کا باپ بن گیا ہوں دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کتنا رحیم و کریم ہے۔ اس نے میرے بیٹے کی شہادت قبول فرمائی ہے"

چند روز بعد ایک اور واقعہ پیش آیا لڑائی زوروں پر تھی۔ طور خان گدھے پر اسلحہ لے جا رہا تھا کہ دشمن کے ہیلی کاپٹروں اور جہازوں نے حملہ کر دیا۔ گولیوں اور بموں کی بارش ہونے لگی۔ اس نے گدھے کو چھپا دیا اور خود بھی ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔ لیکن ہماری اس قدر زیادہ ہوئی کہ گدھا ہلاک ہو گیا اور وہ خود بھی زخمی ہو گیا لیکن یہ کیا منظر تھا کہ وہ طور خان جو اپنے بیٹے کی شہادت پر نہیں رویا تھا آج مجاہدین کے لئے اسلحہ لے جانے والے جانور کی ہلاکت پر اسکی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔

(۵) طور خان اب اسی سال سے زیادہ عمر کا ہو چکا تھا اس کا بڑھاپا دیکھ کر مجاہدین کا کمانڈر جب اسے کہتا کہ اب تم اگلے مورچوں پر رہنے کے بجائے پیچھے چلے جاؤ اور آرام کرو تو وہ سراپا احتجاج بن جاتا۔ اس کی دلیل کتنی سیدھی سادھی ہوتی تھی۔ ٹھیک ہے میں چھاپہ مار کارروائیوں میں نوجوان مجاہدین جیسی تیزی نہیں دکھا سکتا لیکن میں ان کا کھانا تو پکا سکتا ہوں ان کے برتن تو دھو سکتا ہوں"

اور اس کا آخری جملہ ہوتا "مجھے میدان جہاد میں موجود رہنے دیں۔ میری ایک آرزو ہے کیا آپ نہیں جانتے؟ کیا وہ آپ کی آرزو نہیں ہے؟"

(۶) طور خان آج بھی اس مرکز پر مصروف عمل ہے۔ وہ دن رات کام کرتا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ اس اونچے پہاڑ سے مجاہدین کے لئے لکڑیاں کاٹ کر لایا ہے جس پر چڑھتے ہوئے میرا سانس پھول گیا تھا۔ میں اس کی ساری روداد سننے کے بعد اسے حیرت سے دیکھ رہا ہوں اور اس وقت جبکہ میں اپنی ڈائری میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ وہ ایک بار پھر میری آنکھوں کے سامنے آگیا ہے اور میں اسی طرح حیران سا اسے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں ایک گوشت پوست سے انسان کو نہیں۔ عزم و ہمت کے پہاڑ کو دیکھ رہا ہوں۔ بلاشبہ ایک عظیم پہاڑ۔

آخر اس کا نام بھی تو طور خان ہے۔

(۷) مندرجہ بالا سطور میں نے ۱۹۸۴ء میں افغانستان سے واپسی پر لکھی تھیں۔ پھر ۱۹۸۶ء آیا۔ اپریل کا مہینہ تھا جب روسی بہت بڑی فوج کے ساتھ ژادر کے اس مرکز پر حملہ آور ہوئے جہاں میری طور خان سے ملاقات ہوئی تھی۔ یہ بہت بڑا حملہ تھا۔ پوری دنیا میں اس کی گونج سنی گئی۔ چند گھنٹوں کے لئے اس معرکے میں روسیوں کو بالادستی بھی حاصل ہو گئی تھی۔ لیکن پھر مجاہدین دیکھتے ہی دیکھتے یوں سنبھلے کہ ایک طرف اپنے بیک وقت شہید ہونے والے پینتالیس ساتھیوں کا انتقام بھی لے لیا اور دوسری طرف دشمن کو اس کی لاشیں اٹھانے کا موقعہ بھی نہ دیا۔ وہ جتنی

(باقی صـ پر)

اخبار جہاد

صوبے ہرات میں مجاہدین کی کامیاب کارروائیاں

ایک ہیلی کاپٹر سرنگون، دو ٹینک تباہ، ۳۱ فوجی ہلاک

صوبے ہرات سے ملنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے روسی اور کابل فوجیوں کے خلاف اپنی کارروائیاں تیز کردی ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق ۲۴ر دسمبر ۱۹۸۷ء کو صوبے ہرات کے سبھی جہادی جبہات کے امیر جناب جگجتورن محمد اسمٰعیل خان کی زیر قیادت جمعیت اسلامی افغانستان کے مجاہدین سربکف نے دشمن کے خلاف ایک عام کارروائی کے دوران ایک جیٹ طیارہ اور ایک ہیلی کاپٹر کو مار گرایا۔ جب کہ ایک ٹینک اور جنگی سازوسامان کا ایک ڈپو بھی نذر آتش کردیا گیا۔ ایک دوسری کارروائی کے دوران ایک بکتر بند گاڑی اور ایک موٹر لاری کو نذر آتش کردیا گیا ہے جب کہ ۸ کلاشنکوف اور ایک وائرلیس سیٹ غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگے ہیں۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۸۷ء کو مجاہدین نے گھات لگا کر دشمن کے ایک فوجی قافلہ پر حملہ کرکے (۱۷) روسی فوجیوں کو ہلاک کردیا۔ ایک اور اطلاع کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے نڈر اور غیور مجاہدین نے جناب محمد اسمٰعیل خان کی قیادت میں ۲۷ر دسمبر ۱۹۸۷ء کو دشمن کی فوجی چوکیوں پر حملہ کرکے (۸) چوکیوں پر قبضہ کرلیا۔ اس تیز رفتار کارروائی کے دوران دشمن کے (۱۰) گاڑیاں نذر آتش کردی گئیں۔ جب کہ ۱۰۰ عدد مختلف النوع اسلحہ ایک مشین گن، ایک پستول اور (۳۰۰) مرمی سمیت دوسرا ہت سا اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ تاہم دو افسر سمیت ۳۰ فوجی زندہ گرفتار کرلیے گئے۔ مجاہدین راہ حق نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۸۷ء کو دشمن کے خلاف ایک اور کارروائی انجام دی جس کے نتیجے میں دو جیپیں اور ایک موٹر گاڑی سمیت جس میں ۱۴ آدمی سوار تھے تباہ کردی گئی ہے۔

صوبہ ہلمند میں مجاہدین کی کامیاب جھڑپیں، ۱۰ ٹینک تباہ ۲۰ مجاہدین شہید ہوگئے

صوبہ ہلمند سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے نڈر مجاہدوں نے جناب داد محمد خان کمانڈر کی زیر قیادت میں ۲۹ر جنوری دشمن کے ایک فوجی قافلے پر اس وقت اچانک حملہ کردیا جب وہ شین ڈھنڈ سے سب ڈویژن لمکی و سنگین کی طرف جارہا تھا۔ راستے میں فریقین کے درمیان شدید لڑائی ہوئی جس کے نتیجہ میں دشمن کے ۱۰ ٹینک تباہ اور کئی فوجی موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ اس فیصلہ کن جھڑپ کے دوران ۲۰ مجاہد بھائی شہید ہو گئے۔ جب کہ دیگر ۲۶ مجاہدین زخمی ہوگئے۔

صوبہ فاریاب میں فوجی کارروائی کے دوران ایک روسی ہیلی کاپٹر تباہ

روسی مرکز سے ملنے والے افغان صوبہ فاریاب میں مجاہدین نے فوجی کارروائی کے دوران ایک روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا اطلاعات کے مطابق روسی دستے نے ۲۲ر دسمبر کو میمنہ شہر کے نزدیک مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ کیا۔ جس کے دوران شدید مزاحمت کرکے مجاہدین نے حملہ آور دستے کو مار بھگایا دن بھر کی خونریز لڑائی میں ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ جس کا پائلٹ اور دیگر عملہ ہلاک ہوگیا۔ اپنے ٹھکانوں کا دفاع کرتے ہوئے جمعیت اسلامی کے

کمانڈر یار محمد خان سمیت پانچ مجاہد شہید اور چودہ زخمی ہو گئے۔ شہید یار محمد خان کی قیادت میں مجاہدین نے دسمبر کے پہلے ہفتے میمنہ شہر پر یلغار کر کے سینکڑوں افغان شہری رہا کرائے تھے۔

روسی جارحیت کے نویں برس کابل میں چھاپہ مار کارروائیاں

ایک جنگی طیارہ تباہ، تیل کا ڈپو نذر آتش ہو گیا

افغانستان سے حالیہ اطلاعات کے مطابق روسی جارحیت کے نویں برس کے آغاز پر مجاہدین نے افغان دارالحکومت میں فوجی تربیتی مرکز اور تیل کے ڈپو کو نشانہ بنانے کے علاوہ ایک روسی مگ طیارہ مار گرایا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ جمعیت اسلامی کے شہری چھاپہ مار مجاہدین نے زبردست حفاظتی اقدامات کے باوجود ۲۷ دسمبر کو کابل کے علاقے چہار آسیاب میں فوجی تربیتی مرکز اور اس کے ساتھ تیل کے ڈپو پر بیک وقت حملہ کیا۔ راکٹوں کی بوچھاڑ سے دونوں فوجی تنصیبات میں آگ بھڑک اٹھی تاہم یہاں کے جانی نقصانات کا علم نہیں ہو سکا

ایک اور اطلاع کے مطابق حضرت ابوذر غفاری فرنٹ کے مجاہدین نے کابل شہر کے مشرق کی طرف قلعہ حفیظ اللہ کے مقام پر حفاظتی چوکی پر یلغار کی جہاں متعدد کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور چار اسلحے سمیت گرفتار کر لئے گئے۔ کابل پہنچنے والی خواتین مجاہدین نے ۲۷ دسمبر کو میزائل کے ذریعے روسی مگ طیارہ مار گرایا۔ جو بگرامی قصبے کے نزدیک ڈنڈا کے مقام پر گر کر تباہ ہو گیا۔ اسی روز مجاہدین نے خرد قی قصبے میں فوجی کیمپ پر مارٹر کے گولے برسائے جس سے اسکے اور گولہ بارود کے ساتھ ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔

دریں اثنا وادی لوگر کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ ۲۷ دسمبر کو محمد آغا قصبے کے نزدیک بارودی سرنگ ناکارہ بناتے ہوئے اتحاد اسلامی کے کمانڈر گل محمد خان اور ان کے ایک ساتھی شہید ہو گئے معلوم ہوا ہے کہ شہید گل محمد خان سرخاب کے علاقے میں دیگر مجاہدین کے ہمراہ روسی دستوں کی نصب کردہ بارودی سرنگیں صاف کر رہے تھے کہ زبردست دھماکے سے مجاہد کمانڈر قریب کھڑے ایک ساتھی سمیت شہید ہو گئے۔ دھماکے سے پانچ مجاہد زخمی ہوئے۔

کابل کے نزدیک مجاہدین کا حفاظتی چوکی پر قبضہ، چھاپہ مار کارروائیوں میں اٹھارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے

افغان دارالحکومت کابل اور وادی پغمان کے درمیان ایک حفاظتی چوکی پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا، جبکہ چھاپہ مار کارروائیوں میں خاد کے چار ایجنٹوں سمیت اٹھارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے

ایجنسی افغان پریس نے اطلاع دی ہے کہ جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے ۱۷ جنوری کو کمانڈر ملا عزت کی قیادت میں پغمان جانے والے فوجی دستے پر حملہ کیا واکٹوں اور مارٹروں کے فائر سے فوجی دستے کی دو گاڑیاں اور ایک جیپ تباہ ہو گئی۔ جس میں سوار خاد کے چار ایجنٹ مارے گئے۔ اسی روز مجاہدین نے کابل سے آٹھ کلومیٹر دور پغمان جانے والی شاہراہ پر یلغار کی۔ جو مجاہدین کے ذرائع آمد و رفت منقطع کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ یہاں پر دو گھنٹے کی خونریز جھڑپ میں مجاہدین حفاظتی چوکی پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جہاں سے ایک بھاری مشین گن اور چار دور مار راکٹ لانچر مجاہدین کے ہاتھ آئے۔ تیز رفتار حملے کے دوران فوجی دستہ دس لاشیں لئے کابل کی طرف بھاگ گئے۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کابل کے نواح میں ایک فوجی کیمپ کے علاوہ قرغہ کے فوجی گولہ بارود کے ذخیرے کو نشانہ بنایا ہے۔ ان کارروائیوں کے نتیجے میں نقصانات کا علم نہیں ہوتے تاہم قرغہ چھاؤنی میں گولہ بارود کے ذخیرے کو آگ لگ گئی۔

صوبہ غزنی میں کابل قندھار شاہراہ پر چھاپہ مار کارروائی، فوجی مرکز کی دو بیرکیں تباہ، پندرہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی

افغان صوبے غزنی میں مجاہدین نے ۹ جنوری کو کابل قندھار شاہراہ پر قرہ باغ میں فوجی مرکز پر حملہ کیا۔

میزائلوں کے فائر سے فوجی مرکز کی دو بیرکیں تباہ ہوگئیں جہاں پر مقیم پندرہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی بتائے گئے ہیں۔ اسی حملے میں فوجی تنصیبات کے ساتھ فوجی مرکز کے نزدیک تین پختہ مورچے بھی تباہ ہو گئے۔

وادی لغمان میں دو ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے گئے

بغلان شہر کے نزدیک مچھلی کا شکار کھیلنے والے دو روسی گرفتار

افغانستان کے شمال مشرقی وادی لغمان میں مجاہدین نے ایک ہی روز دو ہیلی کاپٹر مار گرائے۔ ادھر شاہراہ سالانگ پر واقع صوبے بغلان میں صوبائی ہیڈ کوارٹر کے نزدیک مچھلی کا شکار کھیلنے والے دو روسی افسر چھاپہ مار کاروائی کے دوران ہلاک ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ ۴ جنوری کی صبح وادی لغمان کے ہیڈ کوارٹر مہترلام کے ہوائی اڈے پر اترنے والا روسی ہیلی کاپٹر راکٹوں کا نشانہ بن گیا۔ ہیلی کاپٹر پر سامان رسد کے علاوہ دو روسی پائلٹ اور کچھ فوجی سوار تھے جو موقع پر ہلاک ہو گئے۔ طیارے کے ملبے سے دو خودکار رائفلیں اور ایک پستول کار آمد حالت میں مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ جمعیت اسلامی حریت پسندوں کی اس کاروائی کے بعد آٹھ روسی ہیلی کاپٹروں نے مجاہدین کے مرکز پر بمباری کی جس کے دوران ایک ہیلی کاپٹر گرا لیا گیا۔

اطلاعات کے مطابق بغلان شہر کے صنعتی علاقے میں شہری چھاپہ مار مجاہدین نے ۴ جنوری کو مچھلیاں پکڑنے میں مصروف روسی افسروں پر فائرنگ کر دی جس سے دو افسر ہلاک اور تین زخمی ہو گئے۔ اگلے روز بغلان شہر کے اسی علاقے میں خونریز جھڑپ کے نتیجے میں تین روسی فوجی ہلاک اور حزب اسلامی کے ایک کمانڈر محمد زمان شہید ہو گئے۔ شاہراہ سالانگ پر صوبہ پروان کے ہیڈ کوارٹر چاریکار کے نواح میں سبزکاری کے مقام پر مجاہدین نے ۵ جنوری کو ایک حفاظتی چوکی تباہ کر دی۔ یہاں پر متعین فوجی دستہ چار لاشیں لئے فرار ہو گیا۔ جس کے بعد مجاہدین نے ایک مشین گن اور سات کلاشنکوف رائفلوں پر قبضہ کرنے کے بعد حفاظتی چوکی کے ملبے کا ڈھیر بنا دی۔ ایک روز قبل لغمان کے علاقے میں مجاہدین نے گشتی دستے کا سامنا کیا۔ جس کا ایک ٹینک تباہ اور عملہ ہلاک ہو گیا۔ صوبہ پروان کے قصبے بگرام میں تین کٹھ پتلی فوجی اسلحے سمیت مجاہدین کے قابو آ گئے۔

صوبہ ہرات میں چھاپہ مار کارروائیاں

افغانستان کے مغربی صوبے ہرات میں مجاہدین نے دو آب کے علاقے میں روسی فوج کے ٹھکانے پر حملہ کیا جہاں ایک

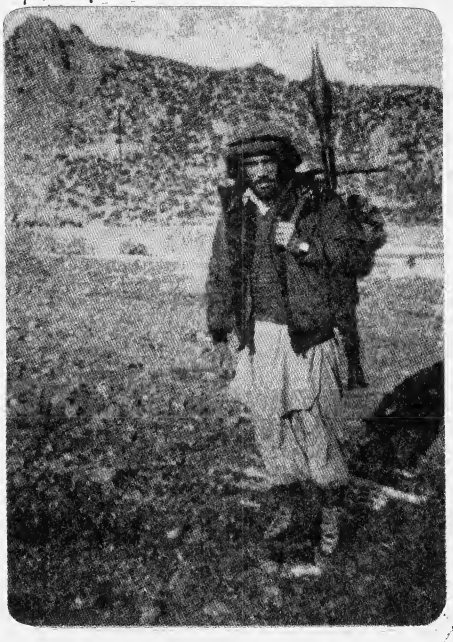

ٹینک اور دو گاڑیاں راکٹوں کے فائر سے تباہ ہوگئیں۔ اس کاروائی میں آٹھ روسی فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ہرات شہر کے مشرق کی طرف پشتون زرغون کے علاقے میں مجاہدین نے تین فوجی گاڑیوں پر مشتمل گشتی دستے کو گھیر لیا۔ جس کے دوران جوابی فائرنگ سے دو مجاہد شہید ہوگئے۔ چاروں طرف سے فائرنگ کے نتیجے میں فوجی گاڑیاں رک گئیں جن میں سوار فوجی اتر کر بھاگ کھڑے ہوئے تاہم فائرنگ کی زد میں بیس فوجی ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین نے سول کلاشن کوف رائفلوں پر قبضہ کرکے تینوں فوجی گاڑیاں نذر آتش کر دیں۔

افغانستان میں روسی فوج کی آمد

برزنیف کی غلطی تھی، نوذستی

کے ڈپٹی چیف کا بیان

روسی خبر رسان ایجنسی "نوذستی" کے ڈپٹی چیف نے کہا ہے کہ افغانستان میں روسی فوج کی آمد سابق روسی رہنما برزنیف کی غلطی تھی۔ نوذستی کے ڈپٹی چیف نے ایک بیان میں کہا ہے کہ میخائل گورباچوف افغانستان میں روسی فوج کی موجودگی کے خلاف ہیں۔ کیونکہ روسی فوج افغانستان میں نہ صرف اسلامی تحریک ختم کرنے میں ناکام رہی ہے بلکہ آٹھ برسوں سے اسے شدید مزاحمت کا سامنا ہے

صوبہ فرح میں فوجی کیمپ پر مجاہدین کا حملہ

چالیس روسی فوجی ہلاک، زخمی، پانچ ٹینک تباہ کر دیئے گئے

ایرانی سرحد سے ملنے والے افغانستان کے مغربی صوبے فرح میں راکٹوں سے بوچھاڑ کرکے مجاہدین نے ایک فوجی کیمپ کا صفایا کر دیا۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۰ جنوری کو قومال کے مقام پر فوجی کیمپ پر یلغار کی جہاں بوکھلاہٹ کے عالم میں روسی دستہ مزاحمت نہ کر سکا اس معرکے میں تقریباً چالیس روسی فوج ہلاک و زخمی ہوگئے جب کہ پانچ ٹینک، تین بکتر بند گاڑیاں اور ایک بھاری مشین گن اڑا دی گئی اسی علاقے میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگوں کے پھٹنے سے ایک جیپ نشانہ بن گئی۔ جس میں سوار دو کمپنی فوجی موقع پر ہلاک ہوگئے۔

ادھر روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبے سمنگان میں مجاہدین نے ۲۷ دسمبر کو صوبائی دارالحکومت پر یلغار کی جس کے نتیجے میں دو سرکاری عمارات شدید متاثر ہوئیں۔

جمعیت اسلامی اور حرکت انقلاب اسلامی کے مجاہدین کی اس کاروائی میں ایک ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑیوں تباہ ہونے کے ساتھ بارہ سے زائد فوجی ہلاک ہوگئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر حضرت سلطان میں خونریز جھڑپ کے دوران آٹھ روسی فوجی ہلاک اور تین مجاہد شہید ہوگئے۔

صوبہ بدخشاں میں فیض ایرپورٹ پر

مجاہدین کا حملہ، ایرپورٹ کی حفاظتی

چوکی کے سترہ روسی فوجی گرفتار

اسلحے کا ڈپو نذر آتش ہوگیا

افغانستان کے افغانی شمال میں واقع صوبہ بدخشاں میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین کے صوبائی دارالحکومت فیض آباد کے ایرپورٹ پر مارٹروں سے گولہ باری کی جس سے ایرپورٹ کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ جب کہ اسلحے کا ڈپو نذر آتش ہوگیا۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے لگاتار عبدالبصیر کی قیادت میں ۱۸ دسمبر کو حملے کے دوران ایرپورٹ کی حفاظتی چوکی میں تر سٹھ کلاشن کوف رائفلوں اور دو مشین گنوں پر قبضہ کرنے کے علاوہ قرار ہونے والے سترہ فوجی قابو کر لئے۔ تیز رفتار حملے کے بعد روسی طیاروں نے فیض آباد کے نواحی علاقوں پر انتقامی بمباری کی جس سے سات مجاہد اور بائیس افغان شہری شہید ہوگئے۔

خوست کے محاذ پر روسی طیارہ تباہ

۱۹ جنوری۔ افغانستان کے صوبے پکتیا میں خوست کے محاذ پر مجاہدین نے ایک اور روسی مگ طیارہ مار گرایا ہے جہاں گذشتہ ماہ کے دوران تباہ ہونے والے روسی ہیلی کاپٹروں اور طیاروں کی تعداد پندرہ ہوگئی ہے۔ اتحاد اسلامی کے ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ اس

اداریہ

سات جہادی تنظیموں کا فیصلہ دُور رس نتائج کا حامل ہے

۲۰ جنوری ۱۹۸۸ء سے افغانستان مسئلے کے حل کے بارے میں اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل کے خصوصی نمائندہ کارڈوویز نے پاکستان اور کٹھ پتلی افغانستان کی انتظامیہ کے درمیان آئندہ جنیوا مذاکرات کے سلسلے میں نہایت مصروف دن گزارے اور کئی بار کابل اور اسلام آباد کا سفر کیا۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ جنیوا مذاکرات کا یہ راؤنڈ آخری اور فیصلہ کن ثابت ہوگا۔ چنانچہ اس سلسلے میں روسی قیادت نے بھی افغانستان سے اپنی فوجوں کو نکالنے کا اظہار خیال کیا ہے۔ لیکن بعض حلقوں کا خیال ہے۔ کہ پہلے کی طرح یہ دور بھی خوش فہمیوں پر مبنی ہوگا۔ اگر واقعتاً روس افغانستان سے اپنی فوجوں کو نکالنے میں مخلص ہے۔ تو اس حساس اور نازک وقت میں جب کہ ساری دنیا کی نظریں افغان مسئلے کے فیصلے پر لگی ہوئی ہیں، کمیونسٹوں کی طرف سے جنگ میں شدت اور افغان عوام پر نئے انداز میں مظالم ڈھانے کا آخر مقصد کیا ہے مسئلے کا انجام اور ارادے، جو بھی ہوں۔ سب کچھ عنقریب منظر عام و خاص پر رونما ہو جائیں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ افغان مسئلے کے جامع اور منصفانہ حل کے لئے اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل کے ذاتی نمائندے کارڈوویز کی دن رات سرتوڑ کوششیں جاری ہیں۔ جس کے نتیجے میں ہو سکتا ہے فریقین کے لئے کوئی قابل قبول، قابل عمل اور جامع حل نکل آئے۔

مجاہد راہنماؤں نے ہمیشہ مسئلے کے ایک ایسے سیاسی حل کو خوش آمدید کہا ہے۔ جو افغانستان کی آزادی خود مختاری اور وہاں ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام پر مبنی ہو، ۱۲ لاکھ شہداء کا خون جس مقدس مقصد کی خاطر بہا ہے وہ رائیگاں نہ ہو اور نہ ہم اسے رائیگاں ہونے دیں گے۔ افغانستان میں جس قسم کی بھی حکومت تشکیل ہو لیکن لازماً مجاہدین کی زیر قیادت ہونی چاہیئے۔

مجاہد راہنماؤں نے پہلے ہی سے وسیع بنیادوں پر مبنی ایک حکومت کی تشکیل کی بڑی فراخدلی سے تجویز پیش کی ہے۔ مثال کے طور پر اگر چار وزراء مجاہدین اور چار وزراء مہاجرین کی طرف سے چنے جائیں تو باقی دو وزراء افغانستان میں موجود عوام سے لئے جانے چاہیئے۔ اگر یہ وزراء ایسے افراد پر مشتمل ہوں۔ جو سابق حکومتوں میں وزارت یا کسی اور اہم عہدوں پر فائز رہ چکے ہوں۔ تب بھی ہماری طرف سے اس پر کسی قسم کی شرط عائد نہیں ہوگی۔ بشرطیکہ قیادت مجاہدین کی ہو۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ افغان مجاہد راہنما خلوص نیت سے افغان مسئلے کا حل چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں سات جہادی تنظیموں کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

۳۱ جنوری ۱۹۸۸ء کو سات جماعتی اتحاد کی مجلس شوریٰ جو جہادی راہنماؤں پر مشتمل تھی ایک ایسی حکومت کی تشکیل کا فیصلہ کیا۔ جو روسی فوجوں کے انخلاء سے قبل قائم کی جانی چاہیئے اور جس میں مجاہدین کے علاوہ مہاجرین اور افغانستان میں موجود عوام کے نمائندے بھی شامل ہوں گے۔ اتحاد کی سپریم کونسل کے فیصلے کے مطابق افغانستان میں مخلوط حکومت کے قیام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ موجودہ برسر اقتدار افراد نہ صرف اشتراکیت کے دلدادہ ہیں بلکہ افغانستان میں تباہی کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ لاکھوں فرزندان

(باقی صـ۱۵ پر)

کے مجاہدین نے ۱۶ جنوری کی صبح میزائلوں سے طیاروں پر حملہ کیا جو مجاہدین کے مرکز پر بمباری کرنے والے تھے۔ میزائل کا نشانہ لگتے ہی ایک روسی مگ طیارے میں آگ لگ گئی جس کے ساتھ روسی طیارہ خوست قصبے کے نزدیک گر کر تباہ ہو گیا۔ طیارے کے پائلٹ اور دیگر عملے کے بارے علم نہیں سکا اسی روز اتحاد اسلامی کے کمانڈر پیر محمد خان کی قیادت میں مجاہدین نے مانی کنڈار کے علاقے میں گشتی فوجی دستے کی ایک جیپ پر قبضہ کر لیا۔ جس میں سوار خاد کے چار ایجنٹ گرفتار کر لئے گئے۔ خاد کے ایجنٹوں کو بعد ازاں آزاد علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیا گیا

قندہار شہر کے نواح میں روسی طیاروں کی اندھا دھند بمباری، اسی عورتیں اور بچے شہید، ایک طیارہ گرا لیا گیا

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار میں قابض روسی حکام نے مجاہدین کے خلاف حملے میں ناکامی کے بعد دیہی آبادیوں پر بمباری کی ہے، جہاں اسی عورتیں اور بچے شہید ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ روسی بکتر بند دستے نے ۲۲ دسمبر کو قندہار کے نواحی گاؤں میوند کا محاصرہ کر لیا۔ جس کا مقصد مجاہدین کے ٹھکانوں کو تباہ کرنا تھا۔ متاثرہ علاقے میں دن بھر کی مزاحمت سے حملہ آور فوجی دستہ متعدد لاشیں اور زخمی سمیٹ کر فرار ہو گیا۔ جس کی چھوڑی ہوئی ایک بھاری مشین گن اور بھاری اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ فوجی آپریشن کے دوران روسی طیاروں نے دیہی آبادیوں پر اندھا دھند بمباری کی جس سے جانی نقصان کے علاوہ درجنوں مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ مجاہدین بمباری کرنے والا ایک روسی طیارہ مار گرانے میں کامیاب ہو گئے۔ طیارے کا پائلٹ اور دیگر عملہ پیراشوٹ سے کود گیا۔

خوست کے محاذ پر مجاہدین کے لئے مزید کمک پہنچ گئی، روسی دستے میراں جان کے مقام پر رکے ہوئے ہیں

افغان صوبے پکتیا میں خوست کے محاذ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی اتحاد اسلامی اور حرکت انقلاب اسلامی کے مجاہدین جنگ زدہ علاقے پہنچ گئے ہیں جہاں حزب اسلامی اور محاذ ملی کے مجاہدین سپریم کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کی قیادت میں ایک ڈویژن روسی فوج سے برسرپیکار ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ حزب اسلامی کے صوبائی کمانڈر انجینئر فیض محمد خان بھی سٹے کنڈاؤ پہنچ گئے ہیں۔ تازہ دم مجاہدین کا تعلق صوبہ غزنی سے ہے جن کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی ادھر گردیز سے آنے والے روسی دستے ۳۱ دسمبر کی اطلاعات ملنے تک میراں جان بازار کے مقام رکے ہوئے ہیں۔ جہاں ۲۸ دسمبر کی خونریز جھڑپ میں جانی نقصان کے ساتھ روسی دستوں کو ایک ہیلی کاپٹر سے محروم ہونا پڑا تھا۔

خوست کے محاذ پر خونریز جھڑپ میں پینتالیس روسی فوجی ہلاک و زخمی ایک ہیلی کاپٹر تباہ، تیس روسی فوجی گرفتار کر لئے گئے

لندن ۲ جنوری ۱۹۸۷ افغان افغان صوبے پکتیا میں خوست کے محاذ سے تازہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان ۳۰ دسمبر کی خونریز جھڑپوں میں پینتالیس روسی فوجی ہلاک و زخمی اور تیس گرفتار کر لئے گئے۔ ان معرکوں میں ایک ہیلی کاپٹر گرا لیا گیا۔ جس کا پائلٹ اور دیگر عملہ ہلاک ہو گیا۔ ایجنسی افغان پریس کے خصوصی ذرائع نے خوست کی لڑائی کے بارے تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ ۳۰ دسمبر کی صبح سٹے کنڈاؤ کے مجاہدین نے گردیز سے خوست جانے والے روسی دستے پر راکٹوں اور میزائلوں سے بوچھاڑ کر دی۔ کمانڈر مزار رحیم اور حضرت قہر خان کی قیادت اسی کارروائی میں چار ٹرک تباہ ہو گئے جن میں سوار بیشتر روسی فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں اسی روز شمل کے مقام پر مجاہدین نے فوجی قافلے کو نشانہ بنایا۔ جسے دو ٹینکوں سے محروم ہونا پڑا فوجی قافلے کی حفاظت کرنے والا روسی ہیلی کاپٹر میزائل سے گرا لیا گیا جس کے ملبے کی زد میں آ کر ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور دیگر عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔ خوست کے محاذ پر ۳۰ دسمبر تک آٹھ جنگی

طیارے اور چار ہیلی کاپٹر تباہ کئے جا چکے ہیں۔

صوبہ غور اور بامیان کے ہیڈکوارٹر پر مجاہدین کے حملے ہرات شہر میں چھاپہ مار کارروائی کے دوران بارہ فوجی ہلاک ہو گئے

وسطی افغانستان کے صوبوں غور اور بامیان میں مجاہدین نے جنوری کے اوائل صوبائی ہیڈکوارٹروں کو نشانہ بنایا جہاں فوجی تنصیبات تباہ اور متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۳ر جنوری کی رات باجان چھاؤنی پر میزائل برسائے جب وہاں روسی جارحیت کی سالگرہ کے سلسلے فارغوشکی محفل جاری تھی میزائیل کے فائر سے ایک بیرک اور دیگر تنصیبات تباہ ہو گئیں جبکہ بارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔ اس معرکے میں توپ کی گولہ باری سے ایک مجاہد شہید اور چار زخمی ہو گئے۔ اسی رات مجاہدین نے صوبہ غور کے ہیڈکوارٹر چغچران میں راکٹوں سے حملہ کیا۔ جس سے چار روسی فوجی ہلاک ہو گئے۔ حفاظتی چوکی سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود کے علاوہ ایک وائرلیس سیٹ مجاہدین کے ہاتھ آیا ادھر ہرات شہر میں جمعیت اسلامی سے تعلق رکھنے والے سید افضلی فرنٹ کے مجاہدین نے ۵ر جنوری کو حفاظتی چوکیوں پر یلغار کی جہاں بارہ روسی فوجی ہلاک ہونے کے ساتھ ایک ٹینک تباہ اور ایک روسی فوجی اسلحے سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے خواجہ چکاب کے مقام تیز رفتار حملے میں گشتی دستے کا ایک ٹینک اڑا دیا گیا۔

وادی کنڑ کے ہیڈکوارٹر پر مجاہدین کا حملہ۔ ڈھائی سو کے لگ بھگ کابل روسی فوجی ہلاک و زخمی

افغانستان کے وادی کنڑ میں مجاہدین نے گیارہ جنوری کو صوبائی ہیڈکوارٹر اسد آباد میں نویں بریگیڈ پر حملہ کیا جو ۲ر جنوری کی اطلاعات ملنے تک جاری تھا ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق لڑائی کے دوران اسلحے کا ڈپو اور تیل کا ذخیرہ بھی اڑا دیا گیا۔ عینی شاہدوں کے مطابق جہاں تین روز تک آگ کے شعلے بھڑکتے رہے ہلاک اور زخمی شدہ افراد روسی ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ کابل اور جلال آباد منتقل کئے گئے ہیں جن کی مجموعی تعداد ڈھائی سو کے قریب ہے ادھر صوبہ ننگرہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے اپنی ۲۱ اور ۲۲ر جنوری کی کارروائیوں کے دوران ۱۲ حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ چوکیاں ارنزاری نازیان۔ سروبی اور تاورک کے علاقوں میں واقع تھیں۔ کارروائیوں کے دوران بھاری مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود پر جن میں سترکلاشنکوف رائفلیں بھی شامل ہیں۔ مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ اور کئی روسی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

خوست کے محاذ پر مجاہدین کی ایک اور کامیابی

صوبہ پکتیا میں حزب اسلامی یونس خالص گروپ کے جنرل کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین نے روسی دستوں کا گھیرا تنگ کرنے کی کوشش میں سبقت کر کے میراں جان بازار تک پہنچ گئے ہیں۔ جہاں خوست کی حالیہ لڑائی تازہ دم فوجی دستے لائے گئے تھے ان ذرائع کا دعویٰ ہے کہ مجاہدین نے میراں جان بازار تک پہنچنے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر لی ہے۔

حال ہی میں موصول ہونے والی تازہ ترین اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے خوست میں کابل روسی فوجیوں پر تابڑ توڑ حملے کر کے زرددان کا علاقہ خالی کرا لیا ہے اور خوست گردیز شاہراہ منقطع کر دیا ہے۔ تین روز تک جاری رہنے والی اسی لڑائی میں مجاہدین نے آٹھ ٹینک بھی تباہ کر دیئے ہیں۔

کابل شہر میں مجاہدین کی مزید چھاپہ مار کارروائیاں، ۲۴ روسی فوجی ہلاک و زخمی،

لندن۔ افغان دارالحکومت میں مجاہدین ۲۷ دسمبر سے چھاپہ مار کارروائیوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق جنوری کے پہلے ہفتے کابل شہر اور

نواحی علاقوں میں حملوں کے دوران چوبیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور دو ٹینکوں کے علاوہ ایک جیپ تباہ کردی گئی۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۴ر جنوری کو کابل کی فوجی تنصیبات پر پندرہ راکٹ برسائے اس کارروائی کے نقصانات کا علم نہیں ہوسکا۔ اسی روز کابل کے علاقے دیہہ سبز میں مجاہدین نے قلعہ رستم نامی حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا۔ جس میں مقیم چار روسی فوجی ہلاک اور نو زخمی ہوگئے۔

۷ر جنوری ۱۹۸۷ء کی ایک اور کارروائی میں مجاہدین نے کمانڈر عبدالمتٰ کی قیادت میں گرگا مندہ اور یوسف خیل کی حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے۔ جہاں انہوں نے دو ٹینک اور ایک جیپ اڑا دی۔ اس معرکے میں پانچ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور چودہ زخمی بتائے گئے ہیں۔

افغانستان کی وادی کنر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲ر جنوری کو بازار تنگی کے مقام پر گشتی فوجی دستے پر حملہ کیا جسے ایک بھاری گاڑی سے محروم ہونا پڑا۔ راکٹ کے فائر سے تباہ ہونے والی گاڑی میں سوار ایک فوجی ہلاک اور دیگر چار زخمی ہوگئے۔

فوجی کیمپ پر حملہ

افغان مجاہدین نے پاک افغان سرحد سے پانچ میل دور ڈکہ کے مقام پر فوجی کیمپ پر حملہ کیا۔ جہاں پر دو رقاصاؤں سمیت آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔ معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے ۱۱ر جنوری کی رات فوجی کیمپ پر اس وقت یلغار کردی جب وہاں رقص و سرود کی محفل جاری تھی۔ اچانک حملے کے باعث مزاحمت کئے بغیر کٹھ پتلی فوجی اپنے ساتھیوں اور رقاصاؤں کی لاشیں لئے بھاگ نکلے۔ ہلاک ہونے والی رقاصائیں ڈانسروں کے گشتی طائفے کا حصہ تھیں جو قابض روسی حکام نے کابل انتظامیہ کے فوجیوں کی تفریح طبع کے لیے قائم کر رکھے ہیں۔

سردار داؤد کا قاتل جنرل امام الدین خوست میں مارا گیا

سردار داؤد کو گولی مارنے والا اور ۱۹۸۰ء میں صوبہ لوگر کے بموجائیں قتل عام کا مرتکب جنرل امام الدین خوست کی حالیہ جنگ میں ہلاک ہوگیا ہے۔ حزب اسلامی کے ذرائع کے مطابق کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ نے اس بات کو خفیہ رکھا۔ جنرل امام الدین کو خاموشی سے نامعلوم مقام پر دفنا دیا گیا لیکن یہ خبر جنرل امام الدین کے آبائی قصبے محمد آغا میں چھپ نہ سکی۔ جہاں اس کے رشتہ داروں کو اس کا علم ہوگیا۔ امام الدین نے جو اس وقت کیپٹن تھا ۲۸ر اپریل ۱۹۷۸ء کی صبح اٹھارہ گھنٹے کی خونریز مزاحمت کے بعد سردار داؤد کو اس وقت گولی ماردی تھی جب افغانستان کے صدر سردار داؤد نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کردیا تھا۔ صدارتی محل پر روسی فضائیہ کی بمباری کے بعد روسی نواز فوجی افسروں نے کیپٹن امام الدین کے سپرد سردار داؤد کو زندہ گرفتار کرنے کا کام سپرد کیا تھا۔

صوبہ پکتیا میں ایک اور فوجی ٹھکانے پر مجاہدین کا قبضہ

خونریز لڑائی میں گیارہ مجاہد شہید اٹھائیس زخمی ہوگئے

افغان صوبے پکتیا میں مجاہدین نے خوست کے محاذ پر دو دن کے وقفے سے ایک اور فوجی ٹھکانے پر قبضہ کرلیا ہے حزب اسلامی کے ذرائع نے بتایا ہے کہ متحدہ فرنٹ کے مجاہدین نے ۱۱ر جنوری کو خوست کے شمال میں باک کے علاقے میں سینا غنڈ ٹیلے کے مقام فوجی مرکز پر حملہ کیا۔ یہاں دن بھر جاری رہنے والی لڑائی کے بعد روسی کٹھ پتلی متعدد لاشیں لئے بھاگ نکلے جن میں سے پندرہ اسلحے سمیت قابو کرلئے گئے۔ اس معرکے میں دو ٹینک اور ایک گاڑی تباہ ہوگئی۔ جبکہ دو مشین گنیں اور بائیس کلاشنکوف رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔ یاد رہے کہ مجاہدین نے ۹ر جنوری کو باک گاؤں میں روسی فوجی ٹھکانے کا صفایا کردیا تھا۔ ادھر صوبہ وردک میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر میں حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا جہاں جہاں خاد کے تین ایجنٹوں سمیت

آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور جوابی فائرنگ سے چار مجاہد زخمی ہو گئے ۱۳ر دسمبر کی کارروائی کے بعد اسی روز روسی ہیلی کاپٹروں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کی جس کے دوران ایک ہیلی کاپٹر گرا لیا گیا۔ بمباری سے پانچ مجاہد شہید اور بارہ زخمی ہو گئے۔

خوست کے نزدیک اہم فوجی ٹھکانے پر مجاہدین کا قبضہ

خونریز جھڑپ میں متعدد فوجی ہلاک و زخمی۔ اسی گرفتار کر لئے گئے

صوبہ پکتیا میں مجاہدین ۹ر جنوری کی صبح خوست کے شمال کی طرف ۱۰ کے مقام پر اہم فوجی ٹھکانے پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق دو گھنٹے کی مزاحمت کے بعد کٹھ پتلی فوجی بھاگ نکلے جن میں سے اسی افراد بھاگ ہونے سے قابو کر لئے گئے۔ فوجی ٹھکانے سے اکتالیس کلاشنکوف رائفلیں۔ ایک مشین گن اور سامان رسد کے ساتھ ایک ٹینک پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے وادی کنر میں قلعہ سر کے مقام ایک حفاظتی چوکی پر قبضہ کر لیا جس کے دوران تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد شہید ہو گیا۔ حفاظتی چوکی پر قبضے کے نتیجے میں ایک مشین گن۔ چار کلاشنکوف رائفلوں اور گولہ بارود پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

جلال آباد میں بموں کے دھماکے روسی ایجنٹوں کی کارروائی ہے

افغان مہاجرین اور پاکستان انصار اپنے دشمنوں سے واقف ہیں سات جماعتی اتحاد

سات جماعتی اسلامی اتحاد مجاہدین افغانستان نے جلال آباد میں بموں کے دھماکوں کو روسی ایجنٹوں کی کارروائی قرار دیا ہے جس کا مقصد افغان مہاجرین اور پاکستانی عوام میں نفرت پھیلانا تھا اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ قابض روسی حکام چاہتے تھے کہ عبدالغفار خان کی تدفین کے موقع سے فائدہ اٹھا کر پشاور اور کراچی میں آگ کے شعلے بھڑکا دیں تاہم پاکستانی عوام حقیقت حال کو بخوبی سمجھ گئے۔ سات جماعتی اتحاد کے بیان میں واضح کیا گیا ہے۔ کہ جلال آباد کے واقع کے بعد کوئٹہ اور منگورہ میں بموں کے دھماکوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ جلال آباد میں پاکستانی بھائیوں کا جانی نقصان روسیوں کا نفرت انگیز عمل تھا۔

کابل میں روسی فوجی مرکز اور ہوائی اڈے پر میزائلوں سے حملہ

بگرام ایئربیس پر تیرہ طیارے تباہ کر دیئے گئے

افغان دارالحکومت ۷، ۸ر دسمبر کے بعد بدستور چھاپہ مار کارروائیوں کی زد میں ہے اور تازہ اطلاعات کے مطابق ۵ر جنوری کی صبح کابل کے روسی فوجی مرکز خیر خانہ اور ایئرپورٹ کو میزائلوں سے نشانہ بنایا گیا ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کا کہنا ہے کہ مجاہدین نے ایئرپورٹ اور فوجی مرکز پر بیک وقت میزائل برسائے جہاں متعدد تنصیبات کو آگ لگ گئی۔ تیز رفتار کارروائی میں متعدد روسی فوجی ہلاک و زخمی بتائے گئے ہیں تاہم ان کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی اس روز

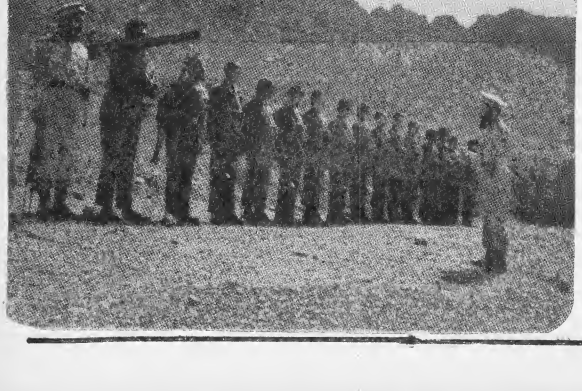

کابل کے نواحی علاقے شکم درہ میں مجاہدین نے تین حفاظتی چوکیوں کا صفایا کر دیا۔ ان چوکیوں میں تعینات فوجی دستے چار لاشیں لئے بھاگ نکلے جن کی جیپ ٹرک ہوئی بیس کلاشنکوف رائفلیں ایک وائرلیس سیٹ اور ایک ہلکی مشین گن کے علاوہ بھاری گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا ادھر روسی فضائیہ کے سب سے بڑے اڈے بگرام میں ۷ر جنوری تک مجاہدین نے آٹھ طیارے تباہ کر دیئے جن میں سے تین فضا میں نشانہ بنائے گئے کمانڈر استاد فتح محمد خان کی قیادت میں بشیر طیارے میزائلوں سے گرائے گئے۔ جبکہ طیاروں کے پائلٹ اور دیگر عملہ پیراشوٹ سے اترنے میں کامیاب ہو گئے۔ یاد رہے کہ بگرام ایئربیس پر حملوں کا حالیہ سلسلہ ۲۶ر دسمبر سے شروع ہوا تھا جو ابھی تک جاری ہے۔

قندھار شہر کے نزدیک مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی۔

صوبہ ہرات میں لوٹ مار کرنے والے چھ روسی فوجی گرفتار کر لئے گئے

جمعیت اسلامی مجاہدین نے ۲۸ر دسمبر کو قندھار شہر میں مجاہدین نے چھاپہ مار کارروائی کی جس کے دوران کئی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے ایجنسی افغان پریس نے اطلاع دی ہے کہ چھاپہ مار مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ اس کارروائی میں اچانک یلغار سے دیگر کٹھ پتلی فوجی بھاگ گئے جس کی چھوڑی ہوئی بیندہ کلاشنکوف رائفلوں اور دیگر اسلحے پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ مجاہدین نے حفاظتی چوکی کی عمارت تباہ کر دی اور اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ ادھر مغربی افغان صوبے ہرات سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۲ر دسمبر کو یار شاہ اور منز اسلام کے درمیانی علاقے میں ایک فوجی کیمپ پر حملہ کیا وہاں روسی لوٹ مار میں مصروف تھے۔ تیز رفتار کارروائی کے دوران مجاہدین نے ایک جیپ سمیت چار کٹھ پتلی فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور کئی کو گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتار فوجیوں کو بعد ازاں آزاد علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیا گیا۔

جلال آباد پر روزانہ حملہ ہو رہا ہے

کابل انتظامیہ کے عہدے داروں کا اعتراف

جنگ بندی سے فائدہ اٹھا کر روسی کابل دستوں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ کر دیا

افغانستان کے شہر جلال آباد سے خدائی خدمت گار رہنما خان عبدالغفار خان کی تدفین سے پاکستان آنے والے سیاسی کارکنوں اور رہنما تورخم۔ جلال آباد روڈ پر سیکڑوں بکتر بند گاڑیوں ٹینکوں اور فوجی ٹرکوں کی تباہی کا مشاہدہ کر کے آئے ہیں اور مجاہدین حملے کی داستانیں سنا رہے ہیں جو وہ جلال آباد میں سن کر آئے ہیں۔ پشاور میں ایک بڑے سیاسی رہنما نے جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کو بتایا کہ روسی کٹھ پتلی انتظامیہ کے اعلیٰ عہدے داروں نے ان سے انتظامات کی ابتری پر معذرت کی اور کہا کہ تقریباً ہر روز جلال آباد شہر پر مجاہدین کا حملہ ہوتا ہے۔ اور عبدالغفار خان کی تدفین سے ایک رات قبل ۲۱ر جنوری کو بھی جھڑپیں ہوئیں۔ مجاہدین نے جلال آباد چھاؤنی پر تین میزائل پھینکے جس کے باعث کافی نقصان ہوا۔ کٹھ پتلی انتظامیہ کے عہدے داروں نے عبدالغفار خان کی تدفین کے موقع مجاہدین کی طرف سے چوبیس گھنٹے کی جنگ بندی پر اطمینان کا اظہار کیا ادھر ۲۲ر جنوری کو تورخم سے پانچ کلومیٹر جنوب مغرب میں ہونے والے معرکے کی تفصیلات ملی ہیں جہاں روسی کابل دستوں نے مجاہدین کی اعلان کردہ جنگ بندی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تازیان اور ماروکے علاقوں میں مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کر دیا۔ صبح ساڑھے سات بجے روسی طیاروں نے ان علاقوں کا گشت کر کے مجاہدین کے مورچوں پر بمباری کی جس کے بعد مکبتر بند دستوں نے پیش قدمی شروع کر دی۔ بعد دوپہر تک جاری رہنے والی لڑائی میں مجاہدین نے نہ صرف اپنے مورچوں کا کامیابی سے دفاع کیا بلکہ تازیان کے محاذ پر روسی کٹھ پتلی دستوں کے ٹھکانوں پر قبضہ کر لیا۔ اس معرکے میں چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور دو مجاہد زخمی ہوئے۔ یاد رہے کہ ۲۲ر جنوری کو عبدالغفار خان کی تدفین کے جلوس کے موقع پر دن بھر تورخم میں وقفے وقفے کے ساتھ بمباری اور گولہ باری کی آوازیں آتی رہیں۔

صوبہ بغلان میں مجاہدین کے رفاہی ہدایات۔ صوبائی ہیڈ کوارٹر کے نزدیک تیرہ سکول کام کر رہے ہیں

کابل کے شمال کی طرف صوبہ بغلان کے آزاد علاقوں پر مجاہدین رفاہی کام کر رہے ہیں جن میں تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جا رہی ہے اطلاعات کے مطابق حزب اسلامی کے کمانڈر بشیر خان اور مامور غیور کی قیادت میں کام کرنے والی انتظامیہ نے بغلان شہر کے نزدیک اور دیگر آزاد علاقوں میں لڑکوں کے سات اور لڑکیوں کے لئے چھ سکول قائم کئے ہیں ہر سکول کے لئے سٹاف اور دیگر ضروریات میں مصروف ہیں۔

حزب اسلامی نے پاکستان میں مقیم تعلیم یافتہ افغان مہاجرین سے اپیل کی ہے کہ افغانستان کے آزاد علاقوں میں تعلیمی اداروں کے لئے اپنی خدمات فوری طور پر پیش کریں۔

خوست چھاؤنی کا محاصرہ۔ فضائی رابطے میں تعطل

روسی دستوں کو پانچ گنا نقصان

افغانستان کے صوبے پکتیا میں سرحدی قصبے خوست میں رسد کے قافلے کی آمد کے باوجود مجاہدین خوست چھاؤنی کا محاصرہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس

کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق خوست کا ہوائی اڈہ بدستور مجاہدین کے زد میں ہے جہاں جنگی جہازوں کی آمد و رفت معطل ہے تاہم رات کے وقت کوئی ہیلی کاپٹر اترنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ خوست کے محاذ پر لڑائی کا ایک اور پہلو خوست گردیز شاہراہ کی غیر یقینی صورت حال ہے جسے کھلا رکھنے کے لئے روسی حکام اپنی ثبات کا متعدد بار تذکرہ کر چکے ہیں۔ ادھر حزب اسلامی کے ترجمان انجینئر شاہ محمود نے بتایا ہے کہ خوست کے محاذ پر روسی دستے مدافعانہ حکمت عملی اختیار کئے ہوئے ہیں جبکہ خوست سے ستر کلومیٹر دور خوست گردیز شاہراہ پر زوردان کے مقام خونریز جھڑپیں جاری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ۳ رجنوری کی صبح مجاہدین نے خوست کے مغرب میں روسی فوج کے اہم مورچوں پر قبضہ کر لیا جس کے دوران چار مجاہد شہید ہو گئے لیکن سے سولہ کلاشنکوف رائفلیں اور دو مشین گنیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔ ترجمان کا کہنا ہے کہ خوست کے علاوہ دیگر جنگ زدہ علاقوں میں نقصانات کا اندازہ ابھی نہیں لگایا جا سکا۔ تاہم محتاط جائزے کے مطابق روسی فوج کو مجاہدین کی نسبت پانچ گنا زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

صوبہ غزنی میں ریڈار اسٹیشن پر مجاہدین کا حملہ

افغانستان کے صوبے غزنی میں مجاہدین نے کابل قندھار شاہراہ پر ریڈار اسٹیشن کو نشانہ بنایا جبکہ چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے غزنی سے ۵۲ کلومیٹر دور کابل قندھار شاہراہ پر واقع مقر قصبے کے نزدیک ریڈار اسٹیشن پر میزائلوں سے حملہ کیا۔ اس کارروائی میں ریڈار اسٹیشن کی تنصیبات کے علاوہ حفاظتی چوکی کو شدید نقصان پہنچا۔ جہاں آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک فوجی گاڑی تباہ ہو گئی مجاہدین نے دو روز بعد ۲۷ ردسمبر کو مقر قصبے

میں روسی فوجی کیمپ پر بلیغار کی تاہم اس سلسلے میں مزید تفصیلات نہیں بتائی گئیں۔ ادھر صوبہ ننگرہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق حزب اسلامی کے طفر فرنٹ کے مجاہدین نے ۲۷ دسمبر کو نانیان کے علاقے میں حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے۔ تیز رفتار کارروائیوں میں آٹھ روسی کٹھ پتلی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔ صوبہ ننگرہار کے قصبے لگمہ کے نزدیک روسی دستے کو ایک ٹینک اور ایک فوجی گاڑی سے محروم ہونا پڑا۔ جو مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگوں کی زد میں آگئی۔ روسی دستہ ۲۹ دسمبر کو چھاپہ مار حملے کے دوران ہلاک ہونے والوں کی لاشیں لانے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا۔

صوبہ غزنی میں چھاپہ مار کاروائی

افغانستان کے صوبے غزنی میں مجاہدین نے سب ڈویژنل قصبے ممر میں فوجی کیمپ پر حملہ کیا جہاں ایک کرنل سمیت تیرہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۵ جنوری کو کابل قندھار شاہراہ پر واقع اس قصبے میں فوجی کیمپ پر راکٹوں سے بوچھاڑ کردی راکٹوں کے فائر سے جانی نقصان کے علاوہ دو ٹینک اور ایک گاڑی تباہ ہوگئی اور کئی فوجی تنصیبات شدید متاثر ہوئیں۔ فوجی کیمپ سے آٹھ کلاشنکوف رائفلیں اور گولہ بارود سمیت کمر مجاہدین امدادی دستے کی آمد سے قبل آزاد علاقے کی طرف نکل گئے۔ اس کاروائی میں تین مجاہد زخمی بتائے گئے ہیں۔

ہرات اور فرح میں چھاپہ مار حملے

افغانستان کے مغربی صوبوں ہرات اور فرح میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران بارہ روسی سمیت آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۸ جنوری کو ہرات شہر میں حفاظتی چوکی پر بلیغار کردی جس کے نتیجے میں سات روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے راکٹوں کے فائر سے حفاظتی چوکی میں نصب وائرلیس سسٹم بھی تباہ ہوگیا۔ دو روز قبل قلعہ کاہ سے مقام مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگیں پھٹنے سے ایک ٹرک تباہ ہوگیا۔

بقیہ: مہاجرین کی حالت زار

سے ضروریات کی کمیابی اور نایابی کی وجہ سے سخت اذیت میں ہیں۔

اگر داستان کو لکھنے بیٹھوں تو صفحات کم پڑ جائیں گے۔ لیکن مشکلات و مصائب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

حقیقت یہ ہے کہ افغان قوم ایک عظیم امتحان سے گزر رہی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

"کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ مصیبت نہیں ڈالتا۔"

یعنی کہ کمزور قوموں پر معمولی سی مشکل پڑتی ہے۔ اور عظیم و ایماندار قوم پر امتحان انتہائی سخت ہوتا ہے چونکہ افغان قوم ایک عظیم اور بلند و بالا مرتبہ والی قوم ہے۔ اس لئے اس پر امتحان بھی اُسی قدر سخت اور بڑا ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ وہ اپنے مقدس مقامات کی حفاظت کرے اور افغان مجاہدین کے دین و ایمان کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حق و باطل کی اس عظیم جنگ میں مجاہدینِ اسلام ذرہ بھر بھی خوفزدہ نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ جہاد کو ایک مقدس فریضہ سمجھ کر رضائے خداوندی کا بے مثال ذریعہ سمجھتے ہیں۔

یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ اب روسی افغانستان سے نکلنے کے راستے خود تلاش کر رہا ہے۔ اور وہ دن انتہائی قریب ہے کہ جب روسی سامراج افغانستان کی پاک سرزمین سے ذلت و خواری کا کڑوا گھونٹ پی کر نکل جائے گا اور افغان مجاہدین و مہاجرین عزت کے ساتھ اپنے وطن واپس چلے جائیں گے۔

انشاء اللہ

بقیہ: طور خان ...

بڑی تیاری کے ساتھ آئے تھے اس سے زیادہ افراتفری کے ساتھ پسپا ہوئے۔

یہ واقعہ ثراور کی اسی جنگ کے دوران میں پیش آیا۔ جس وقت دشمن کے جہاز اور ہیلی کاپٹر اندھا دھند بم برسا رہے تھے۔ اسی سال کا بوڑھا مجاہد۔ مجاہدین کے ایک گروہ کے ساتھ نیچے پہاڑ کے ایک غار میں موجود تھا دو بڑے بم اچانک غار کے عین اوپر آکر گرے اور پھر پہاڑ کا ہزاروں ٹن ملبہ ان پنتیا لیس مجاہدین کے اوپر آپڑا۔

طور خان کی آرزو پوری ہوگئی۔ اور یہی تو ہر مجاہد کی آرزو ہوتی ہے یہ ایک جھلک ہے اس انسان کی جس کی پوری زندگی شہید کی زندگی تھی۔

قافلۂ شہداء

شہید محمد حکیم:

جناب محمد اللہ کے جواں سال فرزند شہید محمد حکیم نے ۱۹۶۵ء میں صوبے کابل سب ڈویژن چہار آسیاب کے (موجودہ) ناحی علاقے کے ایک دیندار، پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ وہ جناب ابھی ٹاؤن سکول ہی کے طالب علم تھے کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان مسلمان عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے تو اس مردِ مومن نے اپنی تعلیم کو ادھوری چھوڑ کر دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف مسلحانہ جہاد کو تعلیم اور زندگی کے دیگر کاموں پر ترجیح دے کر اپنے علاقے کے مجاہدین کے صفوں میں شامل ہوکر جہاد کا آغاز کیا۔

شہید محمد حکیم ایک نڈر مجاہد ہونے کے علاوہ اخلاص، صدق و صفا اور اخلاق حسنہ جیسے عالی صفات کا مالک بھی تھے۔ دشمن کے خلاف کئی معرکوں میں شاندار کامیابیوں نے اس کے قدم چومے۔ کئی روسی کابلی فوجیوں کو جہنم واصل کر دی بالآخر ۵ اگست ۱۹۸۵ء کو کرتسنگ کے علاقے میں ایک خونین معرکے کے دوران دن کے ۱۰ بجے اپنے دیگر تین ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے

شہید عبدالرحیم

شہید عبدالرحیم ولد صاحب نظر آج سے ۲۵ سال قبل صوبے سمنگان کے "جشی" ناحی گاؤں کے ایک غریب مگر متقی، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے ابتدائی دینی تعلیم اپنے علاقے کے مسجد کے امام صاحب سے حاصل کی لیکن عنفوان جوانی میں دہقانی کا پیشہ اختیار کیا اور اسطرح وہ روزمرہ ایحتاج کو اسی پیشے کے ذریعے حاصل کرنے لگے۔

جب ۱۹۷۸ء میں افغانستان کی پاک فضاء پر کفر والحاد کے کالے بادل امنڈ آئے اور روسی درندے افغان مسلمان عوام کو اپنی بے تحاشا ظلم و بربریت کا نشانہ بننے لگے۔ تو اس مرد مومن نے بھی اپنے دیگر ہموطنوں کی طرح کاروبار زندگی سے منہ موڑا اور دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف کمر ہمت باندھ کر میدان جہاد کود پڑا کئی معرکوں میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ وہ جناب فوجی صلاحیت رکھنے کی وجہ سے "فدا محمد" ناحی فرنٹ کا کمانڈر چن لیا گیا۔ آخر کار ۲۵ سال کی عمر ۱۹۸۷ء سال کے ثور کے مہینے میں دشمن کے خلاف ایک خونین معرکے میں لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید جلال الدین

شہید جلال الدین ولد نظام الدین نے صوبے خاریاب کے "بی بی آئینہ" ناحی گاؤں کے ایک متدین، پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی وہ جناب نہایت شریف، خوش خلق

اور ملنسار انسان تھے۔ والدین کی نیک تربیت اور پرورش کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے وہ ابھی چھٹی جماعت کا طالب علم ہی تھے کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" آیا اور وہاں کے بہتے عوام پہ مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔ تو اس مرد مجاہد نے تعلیم ادھوری چھوڑ کر اور کمیونسٹوں کے خلاف میدان کارزار میں کود پڑا۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابی حاصل کرنے کے بعد آخر کار دشمن کے خلاف ایک شدید اور خونین لڑائی کے دوران اپنے دیگر ۱۷ ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شہید حیات اللہ

شہید حیات اللہ ولد ملا مراد ۱۹۴۷ء میں صوبے فاریاب کے سب ڈویژن پشتون کوٹ کے "چقاق" نامی گاؤں کے ایک متدین اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔ جب افغانستان میں روسی انقلاب آیا۔ تو اس نے بندوق اٹھا کر اپنے دین و وطن کے دشمن کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا کئی معرکوں میں دشمن کے خلاف جہاد میں حصہ لیتے ہوئے شاندار کامیابیاں حاصل کی۔ آخر کار ایک خونین لڑائی کے دوران اپنے دیگر پانچ مجاہد ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔

شہید کفایت اللہ

جناب مرحوم ہدایت اللہ کے صاحبزادے شہید کفایت اللہ نے صوبے بدخشان کے سب ڈویژن دروازہ کے "سہنز" نامی علاقے کے ایک نہایت شریف، دیندار، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے ابتدائی دینی تعلیم اپنے ہی علاقے کے مسجد کے امام سے سیکھی۔ وہ ابھی آٹھویں جماعت کے طالب علم تھے کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے تو اس مرد مومن نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دی۔ دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور افغانستان کی سرزمین پر عدل و انصاف پر مبنی ایک اسلامی حکومت قائم کرنے کی عزم سے کمر ہمت باندھ کر مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کی۔ آخر کار ۲۱ سال کی عمر میں ایک شدید لڑائی کے دوران دشمن کے ایک بے رحم گولے نے ان کے سینے کو چھلنی کر دیا اور اس طرح قافلۂ شہداء راہِ حق میں ایک اور شہید کا اضافہ ہو گیا۔

شہید تاج محمد:

جناب شہید گل محمد کے جواں سال صاحبزادے جناب شہید تاج محمد ۱۹۶۱ء میں صوبے کنڑ کے "کٹار افغان" نامی گاؤں کے ایک علم دوست، پرہیزگار اور شہید پرور گھرانے میں متولد ہوئے۔ بچپن ہی سے پشاور کے "مدرسہ اشرفیہ" میں ابتدائی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ وہ ابھی مدرسے کے طالب علم ہی تھے کہ روس کے بغل بچوں نے افغانستان میں اپنے آقاؤں کے اشارے پر نام نہاد "انقلاب ثور" لایا اور اس طرح افغان مسلمان عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے۔ تو شہید کے بیٹے نے اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ کئی معرکوں میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ آخر کار ۲۳ اگست ۱۹۸۷ء کو بروز اتوار بروقت سہ پہر وہ شہید ہو گئے۔

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار
اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور
غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافت
اِسلامی کا احیاء

فرمانِ الٰہی ؑ

آپ استقامت کے ساتھ جدوجہد کرتے رہیں

اے پیغمبر! تمہارے لئے باعثِ رنج نہ ہوں وہ لوگ
جو کفر کی راہ میں بڑی تیزگامی دکھا رہے ہیں
(المائدہ)

تشریح

یعنی جن کی ذہانتیں اور سرگرمیاں ساری کی ساری اس کوشش میں صرف ہو رہی ہیں کہ جاہلیت کی جو حالت پہلے سے چلی آرہی ہے، وہی برقرار رہے۔ اور اسلام کی یہ اصلاحی دعوت اس بگاڑ کو درست کرنے میں کامیاب نہ ہونے پائے۔ یہ لوگ تمام اخلاقی بندشوں سے آزاد ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہر قسم کی ریکیک، چالیں چل رہے تھے۔ جان بوجھ کو حق سے لگ رہے تھے۔ نہایت بیباکی و جسارت کے ساتھ جھوٹ، فریب، دغا اور مکر کے ہتھیاروں سے اس پاک انسان کے کام کو شکست دینے کی کوشش کر رہے تھے جو کامل بے غرضی کے ساتھ سراسر خیر خواہی کی بنا پر عام انسانوں کی اور خود ان کی فلاح و بہبود کے لئے شب و روز محنت کر رہا تھا۔

ان کی ان حرکات کو دیکھ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کڑھتا تھا اور یہ کڑھنا بالکل فطری امر تھا۔ جب کسی پاکیزہ انسان کو پست اخلاق لوگوں سے سابقہ پیش آتا ہے اور وہ محض اپنی جہالت اور خود غرضی و تنگ نظری کی بنا پر اس کی خیر خواہانہ مساعی کو روکنے کے لئے گھٹیا درجہ کی چال بازیوں سے کام لیتے ہیں تو فطرۃً اس کا دل دکھتا ہی ہے۔

پس اللہ تعالےٰ کے ارشاد کا منشا یہ نہیں ہے۔ ان حرکات پر جو فطری رنج آپ کو ہوتا ہے وہ نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ دراصل منشا یہ ہے کہ اس سے آپ دل شکستہ نہ ہوں ہمت نہ ہاریں، صبر کے ساتھ بندگانِ خدا کی اصلاح کے لئے کام کئے چلے جائیں۔ رہے یہ لوگ، تو جس قسم کے ذلیل اخلاق انہوں نے اپنے اندر پرورش کئے ہیں۔ ان کی بناء پر یہ روش ان سے عین متوقع ہے۔ کوئی چیز ان کی اس روش میں خلاف توقع نہیں ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ

اسلام یہ ہے کہ تم اپنے پورے وجود کو اللہ کے سپرد کردو

معاویہ بن حیدہؓ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ پہنچا۔ میں نے پوچھا۔ اللہ نے آپ کو کیا چیز دے کر بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ میں دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ میں نے کہا۔ دینِ اسلام کیا ہے؟ اس کی تعلیمات کیا ہیں؟

آپؐ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تم اپنے پورے وجود کو اللہ کے سپرد کردو اور اپنی ہر چیز سے دستکش ہو جاؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

(الاستیعاب)

تشریح:

یہ مکی دور دعوت کا واقعہ ہے اس میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے۔ کہ اپنے آپ کو، اپنے جسم جان کو، اپنی ساری قوتوں اور صلاحیتوں کو غرض اپنی ہر چیز کو اللہ کے حوالے کرنے کا نام اسلام ہے۔ یہ مثبت پہلو ہوا۔

اس کا منفی پہلو یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو، اپنے جسم و جان، اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کو غرض اپنی پوری زندگی کو دوسروں کے حوالے کرنے سے انکار کردے۔ دوسرے لوگوں کو اپنی کسی چیز میں ذرا بھی شریک نہ کرے۔ دوسرے لفظوں میں اس کو یوں سمجھئے کہ اپنی کسی چیز کو "اپنی" نہ جانے بلکہ خدا کی امانت سمجھے۔ اسی کا دوسرا نام توحید ہے اور توحید کی عملی شکل نماز ہے اس کو قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی پہلو سے اس میں ٹیڑھ نہ رہے۔ اور اپنا مال خدا کے محتاج بندوں پر خرچ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے چچا سے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے چچا میں لوگوں سے صرف ایک کلمہ کے قبول کرنے کا مطالبہ کرتا ہوں۔ وہ کلمہ ایسا ہے جسے اگر لوگ مان لیں۔ تو پورا عرب ان کے ماتحت ہو جائے گا۔ اور غیر قومیں انہیں جزیہ دیں گی۔ لوگ یہ بات سن کر چونک پڑے اور کہا۔ تم ایک کلمہ کا مطالبہ کرتے ہو، ہم دس کلمے (باتیں) ماننے کو تیار ہیں بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے؟ ابوطالب نے بھی یہی بات دہرائی۔ بھتیجے بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے

(مسند احمد ونسائی)

تشریح:

یہ حدیث بھی مکی دور کی دعوت سے تعلق رکھتی ہے۔ آپؐ کی یہ گفتگو اس وقت ہوئی جب قریشی لیڈر ابو طالب کے پاس یہ توقع لے کر آئے تھے کہ وہ اپنا ذاتی اثر و رسوخ اور سیاسی دباؤ ڈال کر اس نئی دعوت کو بند کرا دیں گے۔ ایسے ہی ایک موقع پر آپؐ نے ابوطالب سے کہا تھا۔ اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیا جائے تب بھی میں اپنی دعوت بند نہیں کر سکتا یہاں تک کہ اللہ اس دعوت کو غالب کر دے یا میں اس کی طلب میں مر جاؤں

کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محض ایک کلمہ نہیں ہے بلکہ اس سے پورا نظامِ توحید مراد ہے۔ جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہے۔ صرف نماز و روزہ ہی قائم کرنا مطلوب نہیں ہے اس بنیاد پر پورا سیاسی نظام قائم کرنا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا یہ فائدہ کیونکر بتلاتے کہ عرب تمہارے زیرِ اقتدار آجائیں گے اور غیر عرب قومیں تمہیں جزیہ دیں گی کیا بغیر سیاسی اقتدار کے یہ بات کسی طرح کل ممکن تھی۔ یا آج ممکن ہے یا آئندہ کبھی ممکن ہوگی؟

(سفینۂ نجات)

فلسطینی مسلمانوں کی نئی فعال اور تابناک جدوجہد آزادی کی مناسبت سے جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی مقام امیر

جناب پروفیسر برہان الدین "ربانی" کا پیغام

عرصوں سے اسرائیلیوں نے فلسطین کے جیالے مسلمانوں کے داعیۂ حق کی آواز کو اپنے سنگینوں سے دبا کر انہیں مُہر بہ لب کر کے خاموش رہنے پر مجبور کر رکھا تھا لیکن آج ایک بار پھر آزادی خواہ فلسطینیؒ کا جذبۂ جہاد ایک قہر آلود سمندر کی طرح ٹائیں مارتا ہے۔ اور ایک بپھرے ہوئے انداز میں اپنی جان و مال کی بازی لگا دی ہے اور اسرائیلی غاصبوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اپنے جہادی مشن میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔

فلسطینی عوام کی تحریک آزادی کے ابتدائی دنوں ہی سے اسرائیلی مستبد حکمرانوں کی یہی کوشش رہی ہے۔ کہ وہ فلسطین کے سرکیف مجاہدین کو کسی نہ کسی بہانے اپنی جہادی جدوجہد سے ہٹائے اور انہیں کی صفوں میں شگاف ڈال کر انہیں آزادی فلسطین کے مقدس فریضہ سے دور رکھے لیکن فلسطین کے حریت پسندوں نے اپنی آزادی کی خاطر اپنے سروں پر کفن باندھ کر صیہونزم کے خلاف جو تلواریں نیام سے باہر نکالی ہیں وہ کسی ازم کے ایما کا نتیجہ نہیں بلکہ یہودیوں کا اُن کے خاک مقدس پر غاصبانہ قبضے کے خلاف جذبہ آزادی کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے وہ اقدام ہے جو ہر حریت پسند کی زندگی کا نصب العین ہوتا ہے۔

فلسطینی عوام کا یہ اقدام بائیں بازو کے نیشنلسٹوں جیسا بے معنی اور بے مقصد نہیں جو محض نعرہ بازی تک محدود ہے۔ جو اپنے عوام کو فریب دہی کے سوا زیادہ اہمیت نہیں رکھتا، بلکہ فلسطینی عوام کی موجودہ

جدوجہد نہتا جرأتمندی میں رہنے والے ان مظلوم فلسطینی عوام کے دلوں کی دھڑکن ہے۔ جو آزادئ فلسطین کے لئے بیقرار ہے آزادی کا وہ جذبہ ہے۔ جس نے فلسطین کے نوجوانوں کے گرم خون میں قربانی کی ایک تڑپ اور اُمنگ پیدا کی ہے۔

فلسطینی مجاہدین کوئی باقاعدہ اور باضابطہ فوجی تربیت یافتہ نہیں ہیں۔ بلکہ آزادی کی تڑپ نے انہیں وہ ہمت بخشی ہے۔ جو ان کی آزادی کے دشمن کی تربیت یافتہ اور جدید اسلحوں سے لیس فوج میں بھی نہیں۔

اسرائیلی صیہونسٹ، آزادی خواہ فلسطینی عوام کے درمیان غیر اسلامی رسومات کو پروان چڑھا کر ان کی جدوجہد آزادی میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ اگرچہ حریت پسندوں کے پاس نہ ٹینک ہے اور نہ راکٹ نہ توپ ہے اور نہ میزائل۔ بلکہ ان کا اسلحہ ان کا ایمان ہے۔ جو جدید اسلحوں کے مقابلے میں سینہ تھان کر نہایت پامردی سے لڑ رہے ہیں۔

کل عرب ممالک کی مسلح اور منظم فوج جو جدید ترین ہتھیار سے لیس تھی۔ کئی ایک جنگوں کے دوران یہودیوں کے مقابلے میں تھوڑی دیر بھی دم نہ بھر سکی اور اس طرح انہیں اپنے ملک کے اکثر علاقوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ لیکن آج وہی اسرائیلی فوج جو فارسی کی اصطلاح کے مطابق (مسلح تا بہ دندان) فلسطین کے نوخیز مجاہدوں کی جرأت مندانہ جہادی فعالیتوں اور کردار سے کانپ رہی ہے۔ فلسطینی مجاہدوں کی طرف سے ہر وہ پتھر جو اسرائیلی فوجیوں پر پھینکا جا رہا ہے وہ کسی راکٹ کے گولے سے کم نہیں جس کی وجہ سے اسرائیل کے ایوان اقتدار پر لرزہ طاری ہو گیا ہے۔ اب تو القدس شریف کے غاصب حکمران بھی لرزہ براندام ہیں اور عالم خوف و اضطراب میں دیوانوں کی طرح نوشتۂ دیوار پڑھ کر مجاہدین فلسطین کی یلغار سے گھبرا اٹھے ہیں۔ اور وہ یہودی مہاجرین جنہیں عرب مقبوضہ علاقوں میں بسایا جا رہا تھا۔ اب حریت پسندوں کے مسلسل حملوں سے گھبرا کر خوف و ہراس میں وہاں سے بھاگ رہے ہیں۔

> فلسطینی نوخیز مجاہدوں کی طرف سے ہر وہ پتھر جو اسرائیلی فوجیوں پر پھینکا جا رہا ہے وہ کسی راکٹ کے گولے سے کم نہیں، جس کی وجہ سے اسرائیل کے ایوان اقتدار پر لرزہ طاری ہو گیا ہے۔
>
> امیر جمعیت اسلامی افغانستان

کل تک فلسطین کے وہ نام نہاد سربراہ جو قومی تعاون سے محروم تھے، اپنی حیلہ گری اور سازش کاریوں کے باوجود فلسطینی عوام کے دائرۂ حق کے لئے کوئی مؤثر اور مثبت قدم آگے نہ بڑھا سکے ہیں۔

لیکن آج عرب مقبوضہ علاقوں میں فلسطینی عوام کے غم و غصے اور اُن کی جرأت رندانہ اور ہمت مردانہ نے اقوام عالم کو اپنی ہمنوائی اور جدوجہد آزادی کی حمایت پر مجبور کر دیا ہے تاکہ اقوام عالم فلسطین پر یہودیوں کی غاصبانہ اور منافقانہ قبضے کی مذمت کرے۔

اب فلسطین کے حریت پسندوں نے اپنی آزادی کی راہ اس آگ کی طرح ڈھونڈ نکالی ہے۔ جو جنگل میں ایک ایک چنگاری کے گرنے سے آگ کی شکل میں بھڑک اٹھ کر سارے جنگل کو اپنے لپیٹ میں لے کر اپنی راہوں کا تعین کر کے آگے بڑھتے۔ بعینہٖ آج کے فلسطینی مجاہدین یہودیت کی جنگل میں ایک چنگاری بن کر گرے ہیں اور آزادی کی جانب بڑھ رہے ہیں۔

افغانستان کے جیالے مجاہدین فلسطین کے مجاہدین کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہوئے یہ پیغام دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ چھوٹے اور کمزور ممالک غاصبوں سے اپنی آزادی مسلح جہاد کے ذریعے ہی حاصل کر سکتے ہیں اور اس سے ہمکناری کے لئے آگ اور خون کی دریا سے گزرنا پڑتا ہے۔

غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی محکوم قومیں غاصبوں کے خلاف صرف اعلان جہاد کر کے اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتی ہیں اور غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کر سکتی ہیں۔

امید ہے کہ عنقریب غاصبوں کی غاصبیت اور غلامی کی زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔ اور وہ اپنے مقاصد میں ناکام اور نامراد ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

کمیونسٹ حکومت کا خواب پورا نہ ہو سکے گا

ستر سال تک مثالی ریاست کی تلاش کے بعد اب روسیوں کو یہ احساس ہونے لگا ہے کہ انہوں نے برسوں پہلے کمیونزم کا جو خواب دیکھا تھا وہ شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔ اور انہوں نے جو کچھ سوچا تھا وہ محض ایک حسین آرزو تھی جب کریملن لیڈر میخائل گورباچوف کی ایک کلیدی مشیر ممتاز سوشیالوجسٹ تاتانیا سلاد سکایا سے یہ سوال پوچھا گیا۔ کہ روس میں کمیونزم دہائیوں میں پہنچے گا یا صدیوں میں؟ تو ان کا جواب تھا کہ "دہائیوں میں نہیں۔ اس کام میں صدیاں لگیں گی۔ لیکن فی الحال یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ کتنی صدیاں لگیں گی؟"

روسی لیڈر نکیتا خروشیف نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ سوویت یونین ۱۹۸۰ء میں مکمل طور پر کمیونزم سے ہمکنار ہو چکا ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ دولت اور ٹیکنالوجی میں امریکہ سے آگے نکل جائے گا۔ اس وقت روس میں ٹیکس نہیں ہوں گے مکانوں کا کرایہ نہیں ہوگا۔ اور پبلک ٹرانسپورٹ فری ہوگی۔ لیکن اب صرف سات سال کے بعد ہی سوویت یونین کی ۶۰ ویں سالگرہ کے موقع پر سوویت عوام کو یہ بتایا گیا کہ اشیائے صرف کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ کرنا پڑے گا اور بیروزگاری بڑھ جائیگی اگرچہ روسی حکام بیروزگاری کی اصطلاح استعمال نہیں کرنا چاہتے کیونکہ بیروزگاری بالعموم سرمایہ داری کا مسئلہ ہے اس کے ساتھ ہی طبی سہولتوں کا خواب بھی بکھر کر رہ گیا ہے اور اب جو لوگ بہتر قسم کا علاج کروانا چاہیں گے۔ انہیں فری کلینکس میں جانے کی بجائے ہسپتالوں میں باقاعدگی سے ادائیگی کرنی پڑے گی۔

اب اس بات کا بھی تذکرہ ہو رہا ہے۔ کہ تمام شہریوں سے کہا جائے کہ وہ اپنی آمدنی کا اعلان کریں اور اس پر ٹیکس ادا کریں۔ اس وقت ٹیکس صرف ان کی تنخواہوں سے کاٹے جاتے ہیں۔ اب بھی منزل مقصود کمیونزم ہے لیکن ستر سال ایک ہی پتھریلی سڑک پر سفر کرنے کے بعد راستہ بدل دیا گیا ہے۔

مسٹر گورباچوف نے گزشتہ اکتوبر میں ماسکو میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پہلی بار قیمتوں میں اضافے کا ذکر کیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ عوام کو اعتماد میں لئے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا اس کے باوجود لاکھوں افراد پریشان ہیں کہ انہیں ضروریات زندگی کے بارے میں جن چیزوں کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ وہ ان سے محروم ہو جائیں گے ساٹھا سال سے روسی عوام کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ کتنی ہی مشکلات اور خامیاں کیوں نہ ہوں۔ سوشلزم کے فوائد اس کے انصاف اور انسانیت میں مضمر ہیں۔ اور یہ عوامل روسی عوام کو اس بات کا تحفظ دیتے ہیں کہ انہیں صحت کی مفت سہولتیں حاصل ہوگی۔ بے روزگاری نہیں ہوگی، اور کوئی شخص بے گھر نہیں رہے گا۔

لیکن اب یہ سب کچھ خواب و خیال بنتا جا رہا ہے۔ چنانچہ لینن گراڈ میں بعض ایسی آزاد سماجی تنظیمیں موجود ہیں۔ جنہیں یہ خدشہ ہے کہ قیمتوں میں اضافہ ایک ایسی بے چینی اور نفرت کو جنم دے گا۔ جو پورے کے پورے نظام کو اپنے ساتھ بہالے جائے گا ایک خاتون نے حال ہی میں لکھا کہ روس میں عوام کو دہائیوں میں سے سماجی مساوات کا خواب دکھایا جا رہا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا ہوتا نظر نہیں آتا اور یہ بات عوام کے لئے باعث تشویش ہے۔

کمیونسٹ پارٹی کے پروپیگنڈہ بازان خدشات کے جواب میں کہتے ہیں کہ ملک میں ضرور مساوات آئے گی۔ لیکن یہ "آٹو میٹک" نہیں ہوگی۔ یعنی وقت کے ساتھ ساتھ نہیں آئے گی۔ جب کہ برزنیف اپنے اٹھارہ سالہ دور حکومت میں اسی نظریہ کا پرچار کرتے رہے